

فاسألوا أهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

طريقة الهدى

سراج النجوم

مصنفة

علامه يگانه قهاس زمانه کاشف وقایق مسائل فقه حنفیه
رشافیه واقف نکات احادیث نبویه عالیجناب مولانا
مولوی شاه زاهد حسین صاحب قادری مہکری مدظلہ العالی
برای نفع خاص عام بدرستی تمام باہتمام سیدی اللہ

در طبع نظامی واقع مدینہ مطبوعہ گروہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسی حد قدیم والے صمد و جب تعظیم و لازم التکریم۔ و اے معروف بفضل و عطا۔ و اسی موصوف
 بصفت اعدا۔ و اے مکون اکوان بکاف و نون کن فیکون۔ و اے موجود بے علت۔ و اے
 معبود ہر ملت۔ و اے منور ظلمات قواب۔ و اے مصور ہیات مطالب۔ و اے خالق نار و نور
 و اے کشائندہ ابواب رحمت۔ و اے نمائندہ اسباب مغفرت و نقایس صلوة طیبات۔ و شریف
 تحیات زکیات۔ تثار مرقد منور و شہید معطر حضرت خاتم رسل ہادی سل خاتم ختم نبوت گوہر شمع
 رسالت۔ یحییٰ ارباب سعادت ماحی اہل شقاوت حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین و شفیع النبیین
 و امام المتقین۔ ماہ فلک سیادت نور شہید سپہر سعادت۔ سید السعادات و سند السعادات۔ صدر کائنات
 بدر موجودات خواجہ کوثرین رسول الثقلین۔ ہادی دارین امام الحرمین الشریفین۔ جد الحنین ندیم
 خلوت گاہ قباب توسین۔ علیہ افضل الصلوات و اعلیٰ آلہ الطاہرین و صحابہ المجاہدین
 اجمعین۔ اما بعد درینو لا ایک فتویٰ نظر آیا جسکا نام **سراج الفتویٰ** ہے۔ اور دیکھنے
 سے لے کے دل کو ایک اضطراب ہوا کیونکہ وہ فتویٰ روایات غیر معتبرہ و اقوال پر ضرر سے مملو
 اس لئے ہر عالمی کو بہت کا خیال ہوا کہ وہ ہکا بھکا شایع کروں تاکہ میح او غیب صحیح اور معتبر و
 غیبی تفسیر روایات سے ہر ایک شخص گاہ ہو جائے اور نام اس رسالہ کا طریقہ ہدی د

سراج الفتویٰ رکھا۔ اور اب تجباً بدرگاہ قاضی الحاجات و کاشف الغیبات و دافع الشکوک
 یہ ہے کہ ہر رسالہ کو مشمول خلافت و مقبول ہل حقایق و معقول ہل دقایق کر اور مقلدین آئمہ اربعہ
 رضوان اللہ علیہم کو ہمیشہ تقلید پر اپنے اپنے اماموں کے قایم و دائم رکھ آئین یا رجبہ المین بحرمہ
 حضرت سید المرسلین و امام المستقین صلی اللہ علیہ محمد و علی آلہ اطہرین و صحابہ الماجدین اجمعین

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ حنفی مذہب میں نماز جنازہ
 سہ اولیاء میت ایک بار پڑھی گئی بعد دوبارہ پڑھنا کیا حکم ہے اور شافعی مذہب میں ہکا کیا حکم ہے
 اگر جماعت ثانی کا امام شافعی الذہب ہے تو خلاف ثواب حاصل کر بیکی میت سے مذہب امام حنفی
 رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جماعت ثانیہ کرنے کے لئے میت کے مذہب کو
 اعتبار ہے یا نہیں۔ اگر شافعی الذہب پہلے نماز جنازہ مقتدی بکر پڑھ لیا تھا پھر امام ہو کر نماز جنازہ
 دوبارہ پڑھے تو خلاف کو اسکی قیاد کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

حامداً للہ و مصلياً و مسلماً علی رسولہ و آلہ حنفی مذہب میں دلی کیسا تھا جب نماز جنازہ
 پڑھ لئے تو اسکے بعد پھر کوئی شخص نماز پڑھنا جائز نہیں۔ ہدایہ میں کہا و ان صلے الولی لہ
 یجزیہ لحدان یصلے بعدہ لان الفرض یتادی بالاول والفل بما غیر مشروع انتہی

اور شافعی مذہب میں نماز جنازہ مکرر پڑھنا درست ہے پہراول نماز نہیں پڑھے ہوئے شخص کے لئے نماز پڑھنا اگرچہ سنت ہے لیکن وہ نماز کے حق میں فرض نماز ہو جاتی ہے اور فرض کا ثواب کو ملتا ہے اور اول پڑھا ہو شخص پھر پڑھنا اگرچہ مسنون نہیں لیکن پڑھنا تو جائز ہے اور وہ نماز کے لئے نفل نماز ہو جاتی ہے فیستحب العین میں لکھا ہے۔ ولو علیٰ علیہ فخر من لم یصل ندب له الصلوٰۃ علیہ وتقع فوضا فینویہ ویتاب ثوابہ ولا فضل فعلہا بعد الدفن لا اتباع ولا یندب لمن صلاھا ولو منفردا اعادتها مع جماعة فان اعادھا وقعت نفلا انتہی اور دوسرے کتب معتبرہ جیسے تحفہ و نہایہ مثنی وغیرہ میں بھی مصرح ہے۔ اور حنفی نماز جنازہ میں شافعی مذہب کی تقلید کر کر جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے چنانچہ حرمین شریفین میں بھی قدیم الايام سے یہ عادت جاری ہے رد المحتار میں لکھا ہے۔ وانه يجوز له العمل بما يخالف ما عملہ علمی مذہبہ مقلداً فیہ غیر ما مستجعاً مشروطہ انتہی۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے دراج ابنوہ میں لکھا ہے والآن در حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ و تشریفاً متعارف است کہ چون خبر می رسد کہ فلان مرد صالح در بلد می از بلاد اسلام فوت کردہ است شافعیہ نماز بروئے میکنند بعضی حنفیہ نیز با ایشان شریک می شوند از قاضی علی بن مبارک اللہ کہ شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک می شوند در گذاردن این نماز گفت دعائے ست کہ میکنند فلا باس انتہی اور مناقب احمدیہ مقامات سعید یہ میں شاہ احمد سعید اجدادی المدنی رحمہ کے نماز جنازہ کے بیان میں مذکور ہے و کسیک نماز جنازہ نرسیدہ بود نماز بقر شریف خواند بجهت تبرک و تشریف کہ بعد از دفن ہم در مذہب شافعیہ درست است و اہل مکہ مکرمہ بعد رسیدن خبر در حرم شریف کی نماز بجماعت عظیمہ کردند انتہی بلکہ جماعت ثانیہ کیساتھ امام بکر نماز جنازہ پڑھنا خود بعض کابر علمائے حنفیہ سے ثابت ہے

فتح المعین

رد المحتار

درجہ النبوة

سیر النبیؐ

چنانچہ علامہ فہمی نے سیر النہلین شیخ الحنفیہ تاج الدین ابولہین زید بن الحسن الکندی کے حال
 میں لکھا ہے قال بن الاماھلی توفی الکندی یوم الاربعین سادس شوال سنۃ
 ثلاث عشرة وستمائة وامہم علیہ قاضی لقضاۃ جمال الدین ابن المرستانی
 ثم امہم بظاہر باب افرادیش شیخ الحنفیہ جمال الدین الحصری ثم امہم
 بالمجمل شیخ موفی الدین شیخ الحنبلیہ وشیعہ الخلق ودفن بتربة له وعقد له
 العزاء تحت النیر یومین انتھی شیخ الحنفیہ جمال الدین الحصری جو ثانیاً امام ہر
 نماز پڑھے وہ امام محمد کے کتاب الجامع الکبیر کے شارح بن الکمال طبقات حنفیہ میں طرح
 لکھا ہے۔ کان اماماً فاضلاً انتہت الیہ ریاسة اصحاب ابی حنیفة فی زمانہ تفقہ
 علی الشیخ الامام فخر الدین قاضیخان واخذ العلوم فی لفقہ عنہ وکان من
 تلامذتہ الخاصة اشتغل فی الفقہ عنہ وبلغ رتبۃ الکمال انتھی اور نماز دو بار
 پڑھنے میں میرے مذہب کو اعتبار نہیں بلکہ اعتبار نماز پڑھنے والوں کو ہے چنانچہ امام ابوحنیفہؒ
 پر چھ بار نماز جنازہ پڑھے تھے علامہ سیوطی نے تبیض الصحیفہ میں قبا لامام ابی حنیفہ میں
 لکھا ہے وصلى علیه (علی ابی حنیفہؒ) ست مرات ولم یقعد علی دفنه الی العصر لکثرة
 الزحام انتھی۔ اور شافعی مذہب میں جب نماز جنازہ پہلی جماعت کے ساتھ پڑھا ہوا
 شخص بار دیگر پڑھتا تو اسکی نماز فصل ہو جاتی ہے اور فصل نماز پڑھنے والے کی قضا فرض نماز
 پڑھنے والا کرنا شافعیہ پاس صحیح ہے تو احناف کی نماز جو شافعی مذہب کی تقلید کر کر پڑھتے ہیں
 اسکے پیچھے صحیح ہوگی۔ امام نور دینی رحمہ اللہ نے منہاج میں فرمایا وتصح قدوة المودی
 بالقاصی والمفترض بالمستقل وفي الظہر بالعصر وبالکوس انتھی
 واللہ اعلم۔ کتبہ محمود دکان اللہ

محمود (شافعی)

تبیین

منہاج

صیح الجواب	الجواب صیح عبید اللہ کا اللہ اصلاً من اجاب	الجواب صیح عبید اللہ کا اللہ اصلاً من اجاب
محمد قدرت حلیم الناصری	محمد مرتضیٰ اعفی عنہ	(شافعی)
(حنفی)	(حنفی)	
ہذا الجواب صیح لاشک فیہ	الجواب صیح	اللہ
علامہ محی الدین	سید محمد علی قادری	خادمہ شریعت عزالو
کان اللہ (شافعی)	(حنفی)	عبد و تاضی اہل
الجواب صیح	الجواب صیح	سنت مدبر
سید محمد جلال الدین	عبد القادر عفی عنہ	ہذا الجواب صیح لاریب فیہ
کان اللہ	(شافعی)	فقیر شاہ محمد قادر حسین قادری
(حنفی)	الجواب صیح	عفا اللہ عنہ
ہذا الجواب صیح	شیخہ محمد عفا اللہ عنہ	(حنفی)
بلا ارتبات	(شافعی)	ہذا الجواب صیح لانه
محمد تمیم بن محمد کان اللہ لہما	الجواب صیح لاشک فیہ	موافق لمذہب الحنفیہ و الشافیہ
و لا سلا فیہا	عبد الرحمن عفی عنہ	سیدین قادری عفی عنہ
(شافعی)	(شافعی)	(حنفی)
		الجبیب
		فقیر شاہ محمد بدر الدین خین
		القادری کان اللہ
		(حنفی)

قولہ۔ اور اول پڑھا ہو شخص پھر پڑھنا اگرچہ مسنون نہیں لیکن پڑھا تو جائز ہے اور وہ نماز نفل کے لئے
 نفل نماز مہربانی ہے فتح المعین میں لکھا ہے ولو صلى عليه فحضر من لم يصل ندب له القلوة
 عليه تقع فرضا فينويہ ویتاب ثوابہ والا فضل فعلها بعد الدفن لا ابتاع ولا يندب
 لمن صلاها ولو منفردا اعادة تمامع جماعة فان اعادةها وقعت نفلا انتهي۔ اور دوسرے
 کتب معتبرہ میں جیسے تحفہ و نہایہ مفتی میں یہی مصرح ہے (جواب) یہہ جائز کہنا آپکا مختلف
 فیہ بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک
 حرام ہے جیسا کہ آپ ہی کے کتاب معنی المحتاج میں یہ قول موجود ہیں اگر شک ہے تو دیکھ لو باقی
 بیان معنی کا قریب موم ہو گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ (قولہ ولا یندب الخ اعانتہ الطالبین جو شرح
 فتح المعین کی ہے اس میں لکھا ہے تحت میں اس قول کے (قولہ ولا یندب الخ قال ش فکون
 صباحة یئس مندوب یخین ہے پس ہوگی وہ نماز مباح (قولہ اعادة تمامع جماعة) جواب
 اسی اعانتہ الطالبین میں ہے جو شرح فتح المعین ہے وبالاولی عدم اعادة تمامع منفردا
 وانما لم یندب عادتها لان المعاد نفل وهذه لا یقتفل بها لعدم وشرذ ذالک
 شرعا۔ یعنی اولی یہہ ہے کہ نہیں مندوب ہے اعادة کرنا اس نماز کا منفرد کتین۔ اور یہیں
 ہے مندوب اعادة کا گواہ اسطیکہ اعادة کرنا اسکا نفل ہے اور یہ نماز نفل نہیں ہوتی ساتھ
 اعادة کے سبب یخین وارد ہونے کے شرعا۔ قولہ فان اعادةها وقعت نفلا انتھی
 یعنی پس اگر اعادة کریگا اس نماز کو واقع ہوگی وہ نماز نفل کر کے (جواب) فتح المعین کی
 اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی دوبارہ اعادة کیا اس نماز جنازہ کو تو واقع ہوگی وہ نماز
 نفل کر کے ہم سکورد کرنے کی کچھ ضرورت نہیں خود شایح اس کتاب کا اس قول کو رد کر چکا ہے
 جیسا کہ لکھا ہے۔ وبالاولی عدم اعادة تمامع منفردا وانما لم یندب عادتها لان المعاد

یہہ جائز کہنا
 فتح المعین
 میں ہے

یہہ جائز کہنا
 فتح المعین
 میں ہے

فتح المعین

فتح المعین

نقل الخ۔ جواب دوسرا خود نسخ المعین کی عبارت جو اس عبارت کے بعد ہے جسکو جناب مولیٰ محمود صاحب ام کرمہ حذف کر دئے ہیں اور وہ عبارت یہ ہے وقال بعضهم الاعادة خلاف الاولى۔ یعنی کہے بعض علماء اعادہ خلاف اولیٰ ہے یعنی مکروہ ہے۔ اور جناب مولانا مولوی محمد سعید سلمیٰ اپنے کتاب مفید الطالبین میں فرمائے ہیں خلاف سنت۔ و خلاف اولیٰ ازجملہ مکروہات است۔ اور کہا اعانتہ الطالبین شرح فتح المعین نے تحت اس قول کے۔ (قوله وقال بعضهم مفاہل لما يفهم من التعبير بعد الندب وهو الاباحته كما مر انفا عن شئ صنفه يقتضى ان قول بعضهم المذكور ضعيف وعبارة شرح المروض تفهم انه معتمد ونصهما قال في المسهمات وفي التعبير بقوله ولا تستحب اعادتها قصور فان الاعادة خلاف الاولى ولا يلزم من نفى الاستحباب اولى التركة لجواز التساوى ولهذا عبر في المجموع بقوله لا يستحب له الاعادة بل يستحب له تركها اهـ۔ خلاصہ کیا یہ ہے کہ نہیں ہے مستحب اعادہ کرنا بلکہ مستحب ہے چھوڑنا اس اعادہ کا۔ پس اس عبارت سے صاحب مجموع کے جو لکھا ہے لا يستحب له الاعادة بل يستحب له تركها صاف ثابت ہو چکا کہ یہ مذہب صحیح اور قول مفتی بہ امام نوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور باقی دوسرے اقوال غیر معتبر اور مردود ہیں۔

بیت
مفید الطالبینبیت
مفتی

اور مفتی المحتاج ہیں ہے ومن صلی علی صیت منفرد او فی جماعة لا یسیدھا ہی لانیس له اعادتها علی الصیحة لان الجناسة لا یفعل بها الخ یعنی جو شخص کہ نماز پڑھا اور پرست کے اکیلا ہو یا جماعت سے نہ اعادہ کرے اس نماز کا اسے سنت نہیں ہے واسطے اس شخص کے اعادہ کرنا اس نماز کا اور مذہب صحیح کے کسواسطیکہ نماز جنازہ نفس نہیں ہوتی ساتھ اعادہ کے والثانی یس عادتھا فی جماعة سواء اصل منفردا ام فی جماعة

کثیرھا من الصلوات والثالث ان صلی منفردا ثم وجد جماعة فین له الاعادة
 معهم لجماعة فضیلتها والافلا۔ والرابع تکره اعادتها والخاص محرم وعلی الاول
 لو صلی ثانیاً وقعت صلاته ففلا علی الصبح یعنی ثانی مستحب، اعادہ اسکا جماعت کے
 ساتھ برابر ہے کہ کیا پڑھا ہو یا پڑھا ہو ساتھ جماعت کے مانند غیر اس نماز کے نمازوں کے
 اور ثنائی اگر کیا نماز پڑھا ہو تو پچھے پایا جماعت کتنی مستحب ہے واسطے اس شخص کے عادیہ
 ساتھ اس جماعت کے واسطے نگاہ رکھنے فضیلت کو اس جماعت کے اور نہیں تو نہ پڑھا چاہئے
 والرابع تکره اعادتها اور چوتھا قول مکروہ ہے اعادہ کرنا۔ والخاص محرم اور
 پانچواں قول حرام ہے اور اوپر اول کے اگر پڑھ بیگا ثانیاً واقع ہوگی وہ نماز نفل کر کے
 اور پر صبح کے اھو (جواب غشی کے قول ثانی اور ثالث کو رد کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ
 خود صاحب فتح المعین نے رد کر چکا ہے اور وہ یہ ہے) (اعادتها مع جماعة)
 اعانتہ لطالبین والاجر شارح فتح المعین کا ہے اس قول کے تحت میں لکھا ہے ویالاولی
 عدم مندب اعادتها الخ جیسا کہ اوپر گذرا۔ اور قول رابع اور خاص صاف دلالت کرتے
 ہیں جو شخص کہ ایک بار نماز پڑھ چکا ہے دوبارہ جماعت میں شامل ہو کر پڑھو یا تنہا یا امام ہو کر
 پڑھو کر میت اور حرمت سے خالی نہیں۔ اگر کوئی کہے صاحب غشی اس قول خاص کے بعد لکھا
 ہے وعلی الاول لو صلی ثانیاً وقعت صلاته ففلا علی الصبح (جواب کا یہ ہے خود
 صاحب غشی نے لکھا ہے ومن صلی علی میت منفردا اونی جماعة لا یعیدھا ہی
 لایس له اعادتها علی الصبح لان الجماعة لا یقتل بمایفے جو شخص کہ نماز پڑھا میت پر
 اکیلا پڑھا ہو یا جماعت سے نہ اعادہ کرے اس نماز جواز کو اسے نہیں مستحب ہے واسطے اس کے اعادہ
 کرنا۔ اوپر مذہب صبح کے کہ سبھی کے نماز جواز نفل نہیں ہوتی ساتھ اس عادیہ کے پس ان ہر دو قول

فتح المعین

بغیۃ
الاعانتہ

معنی

معنی

معنی

سنن
الطحاوی
روضہشرح
الحجی

صلی النبی

میں معنی کے تمارض ہوا ہے مگر قول دل کی دیسی جو پڑھنے پر صاحب بنی نے بیان کیا ظہر میں
 ہے کیونکہ علی الصبح کے بعد کہتا ہے۔ لان الجنائزۃ لا یتقل بہا پس جو چیز کہ قول صبح کے مقابل
 میں واقع ہو کہ قابل حجت ہو سکتی ہے۔ ان اگر علماء اسکے لئے بھی دیسی قوی بیان کریں ہو۔
 پس مسئلہ ما نحن فیہ میں دلیل کہاں ہے۔ اور امام نووی رحمہ اللہ طابین میں فرماتے
 ہیں۔ واذا صلی علی الجنائزۃ فی جماعۃ شیء حضر اخرون فلیہم ان یصلوا علیہا جماعۃ او
 فرادی وصلاتہم تقع فرضاً کالاولین وامام من صلی منفرد افلا تسحب لہ اعادۃ تہا فی
 جماعۃ علی الاصح اھ یعنی جب کوئی شخص نماز پڑھ چکا جنازہ کی جماعت کے ساتھ تسبیح ہے۔
 حاضر ہو ہی ایک جماعت دوسری پس چاہئے انکو یہ کہ نماز پڑھیں وہ جماعت کر کے یا تنہا اور نماز
 ان لوگ کی وقوع ہوتی ہے فرض کر کے استداوین کے۔ اور جو شخص کہ نماز پڑھ چکا اکیلا
 پس نحین مستحب ہے واسطے اسکے اعادہ کرنا اس نماز کا ساتھ جماعت کے اوپر مذہب اصح کے۔
 اور شرح المحلل علی المنہاج میں ہے ومن صلی لا یعید ای لا تسحب لہ الاعادۃ (علی الصبح
 والثانی تسحب فی جماعۃ لمن صلی منفرد اکذا فی الروضہ واصلہا وفیہ توجیہ النفی
 بان المعادۃ تكون تطوعاً وھذہ الصلوۃ لا تطوعاً فیہا ونقصہ فی شرح المہذب
 بصلوۃ النساء مع الرجال علی الجنائزۃ فاما تقع نافلۃ فی حقہن وہی صحیحۃ وقال
 فیہ علی الصبح لوصلی ثانیاً صحت صلاتہ وان کانت خیر مستحبہ وتقع نفلاً اھ۔ یعنی
 جو شخص کہ نماز جنازہ پکیر پڑھ چکا ہے بار ثانی نہ اعادہ کرے اسے مستحب نہیں واسطے اسکے اعادہ
 کرنا اوپر مذہب صبح کے۔ اس ہندی عبارت پر جان تک لکیر کہنے لگی ہے وہ منہاج کی عبارت
 کا ترجمہ ہے۔ اور ثانی مستحب ہے جماعت میں مگر پڑھنا واسطے اس شخص کے جو نماز پڑھا ہو اکیلا
 اسلئے ہے روضہ میں اور اصل میں اسکے اور بیچ اسکے توجیہ معنی کی ساتھ ہر بات کے تحقیق کہ

معاد ہوتی ہے بفضل اور یہ نماز نہیں ہوتی ہے فعل یح اسکے بلکہ کروہ ہوتی ہے جو کہتا ہے ہیکار و کرتا ہے شرح مذہب والا یعنی کہتا ہے و نقصہ فی شرح المہذب بصلاۃ النساء الخ یعنی نماز پڑھنا عورتوں کا ساتھ مردوں کے جنازہ کی پس تحقیق کہ وہ واقع ہوتی ہے فعل کر کے حق میں ان عورتوں کے اور وہ صحیح ہے (جواب اکیلیہ ہے) کہ عورتوں کے لئے نماز جنازہ تنہا پڑھنا مستحب ہے یا جماعت سے شافعی المذہب میں اختلاف ہے جیسا کہ مفید الطالبین میں لاکن زمان تنہا نماز گزار نہ نہ جماعت زیر اکہ جماعت برائے زمان در نماز جنازہ میت مرد باشد یا زن مستحب بر ظاہر مذہب لاکن در مجموع گفتہ کہ جماعت مرد زمان را درین مستحب و دن نیز سزاوار است و بر میت جماعت ہر طرف انتہی جب کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں جماعت سے نماز پڑھنا عورتوں کے لئے مستحب نہیں ظاہر مذہب پر اور بعض کہتے ہیں مستحب ہے جیسا کہ اسی مفید الطالبین میں ہے لاکن در مجموع گفتہ کہ جماعت مرد زمان را درین مستحب و دن سزاوار است و برین اند جماعتے از سلف پس اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جماعت سے نماز جنازہ پڑھنا مستحب ہے پھر شرح مذہب والا دوبار نماز جنازہ پڑھنے کو مکروہ نہیں کہتا ہے مردوں کے لئے اور قیاس کرتا ہے جماعت نسائ پر یہ قول اس کا قابل محبت نہیں کیونکہ اگر شافعی مذہب میں نماز جنازہ عورتوں کے لئے تنہا پڑھنا حکم ہوتا باوجود یہاں کے وہ عورتیں جماعت سے پڑھتے تو وہ کرہت دفع ہو جاتی تو ہستہ میں یعنی اگر کوئی مرد نماز جنازہ تنہا پڑھ چکا تھا اس بعد جماعت کیساتھ پڑھتا تو اسکے لئے یہ نماز جنازہ فضل ہو چکی اور کرہت اس سے دفع ہو گئی کہنا درست تھا یہاں تو ویسا نہیں اور شرح منہاج میں صاحب شرح مذہب والا لکھا ہے و قال فیہ علیہ الصلیح لوصلی ثانیاً صحت صلاۃ وان کانت غیر مستحبۃ و تقع نفلاً الخ اور کہا شرح مذہب میں او صحیح کے اگر نماز پڑھا کوئی دوبار صحیح ہے نماز اسکے اگرچہ ہے وہ نماز غیر مستحب

شرح مذہب

الطالبین

مفید الطالبین

شرح منہاج

شرح منہاج

واقع ہوتی ہے وہ نماز نفل کہہ کر جواب یہ عجب کلام مضرب، آپ ہی کہتا ہے
 وہ نماز غیر مستحب ہے اور آپ ہی کہتا ہے وہ نماز نفل کر کے واقع ہوتی ہے اس نماز کو
 غیر مستحب یعنی مستحب نہیں بولنا گویا کہ نفوذ نہیں بولنا ہر دو یکجہ بات ہے کسواسطیکہ شافعی مذہب
 میں ہے جیسا کہ مفید الطالبین میں ہے بدائع سنت و تحف مندوب و قطع و نفل مرغب
 فیہ حسن ہمہ بمعنامی واحد انداز ہے یہ معلوم کیا جائے کہ شافعیہ کے مذہب میں جو قول
 معتبر اور صحیح ہے یہ ہے اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس نماز بخارہ میں کوئی معتبر نزد
 آئی ہوتی تو شافعی مذہب کے علماء میں اس قول میں اس قدر اختلاف نہیں ہوتا۔ پس رجوع کو
 طرف اس قول شافعی مذہب کے جو شافعیہ کے پاس مقبول اور معتبر ہے اور وہ یہ ہے جب
 کوئی مسئلہ میں اختلاف ہوتا ہے تو اس مسئلہ میں امام خزانہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا
 قول معتبر ہے پس نظر کرتے اس قول کے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول دوبارہ نماز بخارہ نہیں
 پڑھنے کے لئے اختیار کئے جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں۔ واذا اصلی
 علیہ فحضرت من لم یصل صلی ومن صلی لا یصل علیہما علی الصیغہ اور وضو الطالبین میں فرماتے
 ہیں۔ واذا اصلی علی المنازۃ فی جماعۃ ثم حضروا آخرون فامروا ان یردوا علیہا جماعۃ او فرداً
 و صلاہ تم یقع فرضاً کا اولین و اما من صلی منفرداً فلا یتحب لہ اعادة التمام فی جماعۃ علی الامام
 اور شافعیہ کا یہ بھی ایک قاعدہ ہے جب خلاف قوی ہوتا ہے تو اس وجہ کو صحیح کہتے ہیں
 اور مقابل کا صحیح ہوتا ہے۔ اور اگر خلاف ضعیف ہے تو اس وجہ کو صحیح نام رکھتے ہیں
 اور مقابل کا خطا ہوتا ہے جیسا کہ مفید الطالبین میں ہے اگر شبہ ہے تو دیکھ تو تفتیہ
 اگر کوئی کہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر فرمائے ہیں ومن صلی علیہ لا یصل علیہما علی الصیغہ
 یعنی جو شخص کہ نماز بخارہ پڑھ چکا یا شافعی اجماعہ کر نیکنام فرمائے ہیں اوپر مذہب صحیح کے

مفید الطالبین

منہاج

مفید الطالبین

منہاج

منہاج

اور بعض کتب میں شافعیہ کے کہے ہیں اگر کسو نے بار ثانی اعادہ کیا تو وہ نماز نفل ہوتی ہے۔
 اوپر مذہب صحیح کے۔ اب یہ بات معلوم کرنا چاہئے شافعی مذہب میں قاعدہ مقرر ہے
 اگر خلاف ضعیف ہے تو اس وجہ کو صحیح نام رکھتے ہیں اور مقابل کا خطا ہے جب امام نووی
 اعادہ کرے اوپر مذہب صحیح کے کر کے فرمائے تو اب مقابل کا خطا ہے یا نہیں۔ اور جو
 لوگ کہ اعادہ کر نیو جائز رکھتے ہیں اور کہتے ہیں اگر کسو نے اعادہ کیا تو وہ نماز نفل ہوتی
 ہے اوپر مذہب صحیح کے جب یہ قول صحیح ہو تو امام نووی کا فرمان اس صحیح کے مقابلے میں
 خطا ہو گا یا نہیں۔ **قولہ** اور خلاف نماز جنازہ میں شافعی مذہب کی تقلید کر کر جماعت ثانیہ

قولہ

کرنا جائز ہے چنانچہ حرمین شریفین میں بھی قدیم الایام سے یہ عادت جاری ہے
 رد المحتار میں لکھا ہے۔ وانه يجوز له السئل بما يخالف ما عمله علي مذهبه مقلدا فيه غير

امامہ مستحباً مشروطہ انتہی۔ جب اب بے ضرورت شافعی مذہب کی تقلید کر کر جماعت
 ثانیہ کرنا علی الخصوص پیچھے اس شخص کے جواہل بار پرہ چکا ہے بار ثانی وہ شخص امام ہو کر
 پڑتا ہے تو ہرگز ہرگز خفیہ کو جائز نہیں کہ اسکے پیچھے اقتدار کرے جیسا کہ وہی رد المحتار
 میں کتاب القلوۃ کے اخیر میں ہے۔ **قولہ** عند بعض ای بعض المجتہدین کالامام الشافعی

کتاب القلوۃ

قولہ

ہنا۔ قولہ کما فی القنیہ وغیرہا وعزاه صاحب المصنفی الی الامام حمید الدین عن شیخہ

الامام المجوب والی شمس لائمہ الحلوئی وعزاه فی القنیۃ الی الحلوئی والسفی فسقط

ما قبل ان صاحب القنیۃ بناء علی مذہب المعتزلۃ من ان العامی لہ الخیار من کل مذہب

ما یہوہ والصحیح عندنا ان الحق واحد وان تتبع الروح فسق اھ۔ خلاصہ اسکا یہ ہے

کہ پس ساقط ہو چکا وہ جو کہا گیا تھا تحقیق صاحب قنیہ بنا کیا اس کو اوپر مذہب معتزلہ کے

تحقیق وہ معتزلہ اختیار دے دے واسطے عامی کے ہر مذہب سے جو چاہے کریں۔ اور

مذہب صحیح نزدیک ہمارے اپنے نزدیک اہل سنت و جماعت کے تحقیقہ حق واحد ہے اور تتبع کرنا رخص کا یعنی ہر مذہب سے جو چاہے اختیار کرنا (فسق ہے) پس دلیل سے رد الحتار کے مجیب صاحب جو دلیل کہ رد الحتار کی لائے مردود ہے کیونکہ ہر مذہب صحیح کر کے نہیں لکھا ہے بخلاف اسکے ہم جو دلیل کہ لائے ہیں اسکو مذہب صحیح کر کے کہتا ہے جیسا کہ لکھا و لایم عندنا ان الحق واحد اور تتبع رخص ہر مذہب کی فسق ہے۔

سوال اگر کوئی کہو کہ امام ابو یوسفؒ ایک روز ایک چاہ کے پانی سے غسل کئے تھے اور بعد نماز کے معلوم ہوا کہ اس کو یہین چو ہاگر کر مر گیا تھا۔ کس نے عرض کیا آپ جس کو یکے پانی سے غسل کئے تھے سہین چو ہاگر کر مر گیا تھا۔ آپ نے فرمائے ہم ہمارے بہائیان مدینان کی تقلید کئے۔ جواب اول ہم اس روایت کو قبول کرتے نہیں کیونکہ ظاہر روایت کے خلاف ہے جواب دوسرے کیونکہ امام ابو یوسفؒ پھر فعل کئے ہونگے کیونکہ امام ابو یوسفؒ مجتہد فی المذہب تھے انکو اپنے اجتہاد کے خلاف کرنا ہرگز جایز نہیں اور کیا جھاد رد الحتار

سوال

رد الحتار

معنی

شارح رد الحتار بحث رسم لفتی میں کہ ان المجتہد ما موریا للعل بمقتضی ظنہ اجماعا انتہی یعنی مجتہد ما مور ہے ساتھ عمل کے بموجب اپنے اجتہاد کے بالاجماع انتہی۔ و قال فی مسئلہ

الثبوت والعضدی فی شرح مختصر الاصول و تخریر الاصول وغیرہا من کتب

الاصول لو حکم بخلاف اجتہادہ کان باطلا اتفاقا لانه يجب علیہ العمل ولا

یجوز لہ التقلید مع اجتہاد غیرہ اجماعا۔ انتہی یعنی اور کہا سلم الثبوت اور عضدی شرح مختصر الاصول اور تخریر الاصول میں اور سوائے ان کے اور وین جو کتب اصول سے ہیں کہ اگر حکم کرے مجتہد بخلاف اجتہاد اپنے کے تو ہوگا وہ حکم باطل بالاتفاق ہوا سوائے کہ ہے ہر عمل بموجب اجتہاد اپنے کے اور نہیں جائز ہے اسکو

مسئلہ الثبوت

تعلیم
احیاء

تقلید سے اجتہاد اپنے غیر کے بالاتفاق۔ اور کہا حجت الاسلام نے احیاء العلوم میں۔

لم یذهب أحد من المصلین الى ان المجتہد یجوز لہ ان یعل بموجب اجتہاد غیرہ
لا الى ان الذی ادعی اجتہادہ فی تقلید الى شخص مرہ افضل العلماء ان یاخذ بحدیب

غیرہ بل علی کل مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فان مخالفتہ متفق علی کونہ۔

منکذا بین المصلین انتہی یعنی نہیں گیا کوئی شخص علماء سے اس طرف کہ مجتہد کو

جائز ہے کہ عمل کرے بموجب اجتہاد غیر کے اور نہ طرف اس کے کہ جو مقلد کہ پہنچ رہی

اس کے تقلید میں طرف امام افضل العلماء کے یہ کہ عمل کرے مذہب غیر پر بلکہ لازم ہے

ہر مقلد پر اتباع اپنے امام کا ہر مسئلہ میں کیونکہ مخالفت اپنے امام کی متفق ہے سکر ہونا

اس کا درمیان علماء کے انتہی۔ اگر کوئی کہے بعض روایت میں آیا ہے بے ضرورت

بھی تقلید کرنا جائز ہے قول صحیح میں جواب یہ قول مبنی ہے اوپر قول متقدمین کے

جو ان کے نزدیک تقلید مذہب معین کی کرنا ضروریات سے تھا۔ مگر تقلید مذہب

معین کی کرنا۔ علماء متاخرین کے نزدیک ضروریات دین سے ہے اور فتویٰ

اسی بات پر ہے جیسا کہ صراط السقیم میں شیخ عبدالحق دہلوی مذہب متقدمین اور

مذہب متاخرین کا لکھے ہیں اور فتویٰ مذہب متاخرین پر ہے کر کے تحریر فرمائے

ہیں اور سطر سے مولانا شاہ ولی اللہ کتاب انصاف میں لکھے ہیں اور مولانا بکیر العلوم

عبد العلی قدس سرہم بھی اپنے کتاب میں اس طرح لکھے ہیں۔ اور وہی رد المحتار

والادب مختار کے باب الترمین لکھا ہے۔ ذکر العلامة افندی ان اعتبار سرائی المقتدی

فی الجوانر وعدمہ متفق علیہ وانما الخلاف لما سرائی اعتبار سرائی مام ایضاً فالحنفی اذا

سرای فی ثوب الامام الشافعی منی لا یجوز اقتدا مدہ باتفاق۔ انتہی یعنی کہا صاحب

شیخ عبدالحق دہلوی

صراط السقیم

رد المحتار شرح در المختار کے باب اوترین ذکر کیا علامہ نوح افندی کہ اعتبار رائے
مقتدی کو جواز نماز اور عدم جواز نماز میں متفق علیہ تھا کا ہے۔ اور خلاف مذکور سوا
اسکے نہیں کہ وہ سچ اعتبار رائے امام کے ہی ہے۔ پس حنفی جبکہ دیکھے امام شافعی مذہب
میں کپڑے میں منی تو نہیں ہے جائز اقداساتہ اسکے بالاتفاق تمام ہوا۔ اور کہا در مختار
میں کتاب القضا میں کہ شرح وہابیہ میں جو شرائط کی ہے مذکور ہے۔ قضی میں لیس
بجہد کحنفیہ نہ تانا بخلاف مذہبہ بامد لا ینفد اتفاقاً انتہی یعنی کہ حکم کیا غیر مجتہد نے
جیسے کہ حنفیہ ہمارے زمانے کے بخلاف مذہب اپنے کے عہد تو نہ نافذ ہوگا حکم اسکا
بالاتفاق تمام ہوا۔ اور علا علی قاری شرح عین العلم میں کہتے ہیں فلو التزم احد

رد المحتار شرح

رد المحتار

رد المحتار

مذہب کا بی حنیفۃ اول الشافعی رحمۃ اللہ علیہا فلزم علیہ الاستمرار فلا یقلد غیرہ
فی مسئلۃ مسائل انتہی یعنی پس اگر لازم کر لیا کسی کسی مذہب کو مانند ابی حنیفہ کے یا
شافعی کے پس لازم ہے اسکو ہمیشگی پس تقلید نہ کرے غیر مذہب کی کسی مسئلہ میں
مسکون میں تمام ہوا۔ اور فرمایا ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں جو مؤلف ہے جواب
میں قتال کے بل وجب علیہ حتماً یعنی مذہباً من هذه المذاهب اما مذہب
الشافعی فی جمیع الفروع واما مذہب مالک واما مذہب ابی حنیفہ او غیرہم
فلیس لہ ان یتحل من مذہب الشافعی ما یضواء و من مذہب ابی حنیفہ فی الباقی
ما یوضاہ لانہ لو جوزنا ذلک لادعی الی الخبط والخروج من الضبط حاصلاً یرجع
الی فی التکلیف لان مذہب الشافعی اذا اقتضی تحریر شئ و مذہب غیرہ باحۃ
ذلک الشئ لو علی العکس فهو ان شاء مالاً الی الحلال وان شاء مالاً الی الحرام فلا
یتحقق الحل والحرمۃ و فی ذلک اعدا ما للتکلیف و ابطال فائدہ و استیصال قاعدہ

وذالک باطل انتہی یعنی واجب مقلد پر وجوباً یہ کہ لازم پکڑے مذہب میں
 ان مذاہب اربعہ سے یا تو مذہب امام شافعی کا جمیع مسائل میں یا مذہب امام مالک
 کا جمیع مسائل میں یا مذہب امام ابو حنیفہ کا یا امام احمد کا اور نہیں ہے اسکے لئے یہ
 کہ جن کے مذہب بخلاف اہل تشیع کے موافق اور مذہب ابو حنیفہ سے بیچ باقی کے جو چاہی
 کیوں کہ ہم اگر جائز کہیں اسکو تو پہنچا دیگا یہ طرف خط دین کے اور طرف خروج
 دین کے ضبط سے کہ حاصل اسکا اور مرجع اسکا نفی تکلیف کی ہے کیونکہ مذہب شافعی
 کا جبکہ ہوا مقتضی تحریم کسی شے کا اور مذہب غیر کا اباحت اسکے کا یا بالعکس اور
 وہ چاہے تو مائل ہو طرف حلال کے چاہے تو مائل ہو طرف حرام کے پس ثبوت
 نہ محقق ہوگی حلت اور حرمت اور پس انتفا تکلیف کا ہے اور باطل کو نا اسکے
 فائزہ کا اور مٹا دینا اسکے قاعدہ کا اور یہ باطل ہے انتہی۔ اور فرمایا علامہ ہشتانی
 نے جامع رموز میں قریب کتاب لاشریہ کے واعلم ان من جعل الحق متعدد
 کالمعتزلۃ اثبت العامی الثیاب فی الاخذ من کل مذہب ما لہوہ و من جعل
 واحد الکلمات الزم للعامی ما ما واحد کما فی الکشف فلاخذ من کل مذہب
 مباحہ صارنا سقانا ما کما فی شرح الطحاوی للفقہ سعید بن مسعود فنجب
 فی المذہب الصلاۃ اہل اعتقاد کو نہ حقاً و صواباً کما فی الجواہر و مشایخنا قالوا
 ان مذہبنا صواب یحتمل الخطاء و مذہب غیرنا خطا یحتمل الصواب کما فی المصنف
 یعنی جان تو تحقیق کہ جو شخص کہ حق کو متحد و جانا ماتہ سترہ کے ثابت کیا واسطے
 عامی کے اختیار لینے میں ہر مذہب کے جو چاہے نفس او سکا اور جس شخص نے کہا حق
 واحد مانند علماء ہمارے لازم کئے عامی کو امام واحد جیسا کہ کشف میں ہے

حاجت نہیں

حاجت روز

پس گرے یا ہر مذہب کے ادسکے مباح کو ہو گیا پورا فاسق جیسا کہ شرح طحاوی میں ہے جو کہ نفعیہ سعید بن مسعود کی ہے واجب مذہب میں پختگی یعنی اعتقاد ہو سکتی اور ثواب کا جیسا کہ جابرین ہے اور ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ بیشک ہمارا مذہب صواب پر ہے اور خطا کا احتمال ہے اور مذہب غیر کا خطا ہے کہ جہاں ثواب کا رکھتا ہے جیسا کہ نصف میں ہے تمام ہوا۔ اور فرمایا شیخ عبد الوہاب شرعی مالکی نے میزان حضری میں

شعانی
عبد الوہاب

واعلم انه لا ینافی ما ذکرناه الزام العلماء للعامة بالتزام مذهب معین لانهم

ما الزمواهم بذلك الا لرحمة بهم فلو لا الزامهم للعامة بمذهب معین یصل

عن طریق العدی۔ یعنی اور جان لو کہ بیشک منافی نہیں ہے جو کہ ہم نے اسکو

ذکر کیا ہے لازم کر دینا علماؤن کا عام کے واسطے لزوم ایک مذہب کو کیونکہ انہوں

نے لازم نہیں کیا ہے یہ امر مگر واسطے رحمت اون کے کے پس اگر نہ تو لازم کر دینا

علماؤن کا عامیوں کو ایک مذہب پر تو البتہ گمراہ ہو جاتے راستے ہدایت سے پہر

آگے جا کر کہا۔ اما من لم یصل الى شهود عین الشریعة الا ولی فوجب علیہ

التقلید بمذہب واحد كما مر تقریر یہ خوف امن الوقوع فی الضلالة و علیہ

عمل الناس انتہی یعنی جو شخص کہ نہ پہنچا طرف کہلتے حقیقت شریعت پہلی کے اوکو

واجب ہے تقلید ایک مذہب کی جیسے کہ گذری تقریر واسطے خوف کے گرنے سے

گر اسی میں اور اسی پر ہے عمل کو گنگا آجکے دن۔ کہا علی الخواص نے کہ وہ شیخ عبد الوہاب

شرعی کا ہے ما امر العلماء للطالب والمرید بالتزام مذهب معین الا تقریر

للطریق انتہی یعنی نہیں حکم کیا ہے علماؤن نے واسطے طالب اور مرید کے ساتھ

لازم کرنے ایک مذہب کے واسطے نزدیکی راہ صواب کے انتہی ذکر کیا اسکو عبد الوہاب نے

احمد
علی

عبد الوہاب

بہارِ حق

جمہوری کے
شرح و تفسیر

بحرِ ارات

میزانِ حفری میں اور کہا حموی نے شرح شاہ میں کتاب التعمیر میں و فی الفتح قالوا
ان المنقل من مذهب الی مذهب باجتهاد و برہان ائمہ مستوجب التعمیر
قبلا برہان واجتہاد اولی انتہی یعنی کہا فتح القدیر میں کہ علماؤں نے تحقیق
نقل کرنیوالا ایک مذہب کے طرف دوسرے مذہب کے ساتھ اجتہاد کے اور ساتھ برہان
کے گناہ ہے مستوجب ہوتا ہے تفسیر کا پس بلا برہان اور اجتہاد کے بطریق اولیٰ مستوجب
تعمیر ہے۔ اور کہا صاحب بحرِ اراتی نے رسائل زمینیہ میں رسالہ رفع النشاء عن

وقت العصر والنشاء میں وجب علی مقلد ابی حنیفہ ان یعمل بقولہ لما نقل لعلامۃ
قاسم فی تصحیہ عن جمیع الاصولین انہ لا یصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالافتاء
انتہی یعنی واجب ہے اور پر مقلد ابی حنیفہ کے یہ عمل کرے ساتھ قول امام ابی حنیفہ
کے واسطے چیز ایک کے جو نقل کیا علامہ قاسم بیچ تصحیح اپنے تمامی اصولین سے بدرجہ
نہیں صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے بالاتفاق تمام ہوا۔ اور کہا شیخ عبدالحق
دہلوی نے صراطِ مستقیم میں۔ خانہ دین این چہارست ہر کہ راہے ازین راہ ہا دوریہ
ازین درما اختیار نموده و براہے دیگر رفتن عبث دیا وہ باشد و کار خانہ عمل از ضبط
و ربط افگندن و از مصلحت بیرون افتادن است اگر قصد سلوک طریق و رجوع و احتیاط
دارد ہم از مذہب واحد روایتی کہ دلیلش حسن و اقوی و فائدہ شش اعم و اتم و احتیاط
دران اکثر و فراہ بود اختیار کند و راہ خست و مسالہب و حیل اندوزی نرود و این طریق
سازان است و شک نیست کہ این طریق مضبوط تر و محکم تر است گویند کہ طریق پیشیان برخلاف
این بود پیشیان تعین مذہب و اتباع مجتہد واحد از واجبات نمیداشتند انتہی یعنی طریق علما
متاخرین کا وجوب تعین مذہب واحد کا ہے بخلاف علمائے متقدمین کے نزدیک

بیچ تصحیح

شرح و تفسیر

کتاب انصاف

اون کے پیروا جبار کے تھے۔ اور کہا شاہ ولی اللہ دہلوی نے کتاب اپنے انصاف
 میں باب حکایت حال الناس میں۔ اعلیٰ ان الناس كانوا في المائة الاولى والثانية
 غیر مجسین علی التقليد بذهب واحد بعینه ثم قال وبدا المائین ظہر فیہم
 المذاهب الخمسة مدین باحیائهم وقل من كان لا يعتمد علی مذهب محمد بعینه وكان
 هذا هو الواجب فی ذلک الزمان۔ انتہی جان تو کہ بیشک آدمی تھے صدی اول اور
 صدی ثانی میں غیر جمع ہونے والے تقلید ایک مذہب معین پر پھر کہا کہ بعد دوسرے صدی
 کے ظاہر ہوئی انہوں میں مذاہب مجتہدون کے معین اور کم تھے وہ لوگ جو نہ اعتماد
 کرتے تھے ایک مذہب معین پر اور یہ ہے واجب اس زمانہ میں انتہی پس یہ تفسیر ہے
 بعینہ کلام شیخ عبدالحق دہلوی کے اور صاف ظاہر ہے اس میں امراد متقدمین سے
 باقبل و دوسری ہے اور مراد متاخرین سے مابعد و دوسرے کے پس صاف معلوم ہوا ان
 نقول معتبرہ ممتدہ ہے کہ مذہب علماء اہل سنت و جماعت کا وجوب تقلید مذہب امام
 واحد کا ہے۔ اور کہا فتاویٰ مالگیری میں کتاب تفریر میں حنفی ار قائل مذہب
 الشافعی بعینہ و کذا فی جوابہم الا خلاطی انتہی یعنی حنفی گیا مذہب شافعی میں تفریر دیا
 جاوے یہ ہی ہے۔ اور کہا قنیہ میں۔ لیس للعامة ان یقبلوا من مذہب الی مذہب
 سیوی فیہ المفتی والشافعی انتہی یعنی نہیں ہے عامی کو یہ نہ ایک مذہب سے دوسرے
 مذہب کے طرف برابر ہے اس میں کہ مذہب حنفی ہو یا شافعی۔ اور کہا جلال الدین
 سیوطی جزیل السواب میں قال من مفتی المالکیہ من تحول الیوم من مذہب فیسی
 ما منہ انتہی یعنی کہا مفتی مالکی سے جس شخص نے رجوع کیا آج کے دن اپنے
 مذہب سے پس برا کیا اس نے جو کہ کیا۔ اور کہا طحاوی نے شرح در النیامین بحث

مالگیری
فتاویٰ

جواب خلاص

جلال الدین

طحاوی
شرح در النیامین

شفتی میں قال صاحب المہدایۃ فی التجبیس لو اوجب عندی ان یفتی بقول
ابی حنیفہ علی کل حال انتہی کہا صاحب ہدایہ نے تجبیس میں واجب مہر سے
تزوید یک چھ ہے کہ فتویٰ دیا جائے ساتھ قول ابی حنیفہ کے کل حال میں۔ اور
کہا فتاویٰ عالمگیری میں کتاب قضا میں۔ ہذا کلمہ فی القاضی المجتہد واما المقلد فاما

ولہ لیحکمہ بمذہب ابی حنیفہ مثلاً فلا یمکن الخافۃ فیکون معزولاً بالنسبۃ
الی ذلک الحکمہ ہکذا فی فتح القدیر۔ انتہی یہ تمام صحیح حق قاضی مجتہد کے ہے
اور لکن مقلد پس سوا اسکے نہیں کہ حکم کرے ساتھ مذہب ابی حنیفہ کے مثلاً پس
مالک نہیں ہے مخالفت کا پس ہر گامعزول اس حکم میں ایسا ہی ہے فتح القدیر
میں انتہا۔ اور کہا صاحب بحر نے رسالہ مذکورہ میں قال ابن الہمام فی فتح القدیر

صاحب

فہذا ظہر ان الصواب ما ذهب الیہ ابو حنیفہ وان العمل علی مقلد یہ وجوب
والافتاء بغیرہ لایجوز لہم انتہی کہا ابن ہمام نے فتح القدیر میں پس ساتھ
اوسکے ظاہر ہوا کہ بے شک صواب وہ ہے کہ گئے اوسکے طرف ابو حنیفہ
اور بیشک عمل کرنا اوسکے مقلد پر واجب ہے در فتویٰ دینا بغیر اوسکے جائز نہیں
اونکو انتہی۔ اور فرمایا بحر العلوم مولانا عبد العلی نے شرح تحریر الاصول میں۔

وکذا للعالمی الانتقال فی الحکم من مذہب الی مذہب فی زماننا لایجوز
بظہور الخیانتۃ انتہی اور اسطرح عامی کو رجوع کرنا حکم میں ایک مذہب سے دوسرے
مذہب میں نہیں جائز ہے بسبب ظاہر ہونے خیانت کے تمام اور کہا شاہ ولی اللہ
نے عقد جمید میں۔ قال فی الاختساب لو مرای الشافعی شافعیاً شرب البیذ وینکم

بلا ولی ویطاھا فلد ان ینکر لان علی کل مقلد اتباع مقلدہ وبعیضی بالخالفۃ

چشم العلم مولانا
عبدی قدس سرہ
شاہ ولی اللہ

عقد جمید

ولوسری الشافعی حنفیا یا کل لضب فله ان یقول اما ان یتقد ان الشافعی
اولی باتباع واما ان یتزک هذا انتہی یعنی کہا احتساب میں اگر دیکھا شافعی
نے کسی شافعی کو کہ نبیذ پیتا ہے اور نکاح بغیر ولی کے کرتا ہے اور پیر جاع کرتا ہے
پس اسکو بھجپتا ہے کہ منع کرے کیونکہ یہ بیشک اوپر ہر مقلد کے پیروی اپنے
امام کی ہے اور گناہگار ہوگا ساتھ مخالفت کے اور اگر دیکھا شافعی نے حنفی کو کہ کہتا
ہے گھوڑ پوڑ کو پس اسکو لازم ہے کہ کہے کہ اعتقاد کرے اس امر کا کہ شافعی
بہتر ہے ساتھ پیروی کے یا چوڑ دے ہو کو تمام ہوا۔ اور کہا امام حجت الاسلام امام

غزالی احياء العلوم بین وقال حجة الاسلام في احياء العلوم في الركن الثاني من

الباب الثاني من كتاب الاصول بالمعروف لم يذهب احد من المحصلين الى

ان المجتهد يجوز له ان يعمل بموجب اجتهاد غيره ولا الى ان الذي ادى اجتهاده

في التقليد الى شخص رآه افضل العلماء ان يأخذ بمذهب غيره وقال بعد ذلك

بل على كل مقلد اتباع مقلد في كل تفصيل فان مخالفته للمقلد متفق على كونه

منكر ابدین المحصلین انتہی یعنی کہا حجت الاسلام نے احياء العلوم کے رکن ثانی

میں جو باب ثانی ہے جو کتاب امر بالمعروف سے ہے کہ نہیں گیا کوئی شخص علماء

سے اس طرف کہ مجتہد کو جائز ہو عمل کرنا مذہب مجتہد غیر پر اور نہیں گیا کوئی شخص علماء

سے اس طرف کہ جو شخص کہہ پوچھا فکر اسکا تقلید میں ایک شخص کی طرف کہ وہ افضل علماء

دین کا ہے یہ کہ عمل کریں مذہب غیر اس کے پر اور کہا بعد اسکے بلکہ لازم ہے ہر مقلد پر

تا بعد اسی اپنے امام کے ہر مسئلہ میں کیونکہ مخالف ہونا مقلد کو اپنے امام کا منکر ہے

باتفاق علماء کے تمام ہوا۔ اور کہا امام غزالی کی یہی سعادۃ کے رکن دوم اور

روم غزالی
احیاء العلوم

امام غزالی
کی یہی سعادۃ

اصل نوین میں فرماتے ہیں شافعی را روا نبود کہ بر حقی اعتراض کند چون
نکاح بے ولی کند و شفیعہ جو اربگیر دو امثال میں۔ اما اگر شافعی مذہب نکاح
بی ولی کند یا نبیذ خرم خورداور اینے کردن روا بود کہ مخالفت صاحب مذہب خود کردن نغز
ہیچ روا نبود اتفاق مصلان است کہ ہر کہ بخلاف اجتہاد خود یا بخلاف اجتہاد صاحب مذہب خود کار

کند او عاصی است پس این بحقیقت حرام است قولہ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے
مدارج النبوة میں لکھا ہے والآن در حریم تشریفین زادہما اللہ تعظیما و تشریفاً متعارف
است کہ چون خبری رسد کہ فلان مرد صالح و ربہدی از بلاد اسلام فوت کردہ است شافعیہ
نماز بروے میکنند و بعضی حنفیہ نیز با ایشان شریک می شوند از قاضی علی بن جابر اللہ کہ
شیخ حدیث ہیں فقیر نو بد پریدہ شد کہ حنفیہ چون شریک میشوند در گزاردن این نماز گفت دعائے
ہم یکستند فلا باس انتہی۔ (جواب) قاضی علی بن جابر اللہ کا قول بالکل غیر معتبر و قابل
حجت نہیں کہ واسطیکہ بالکل مذہب حنفیہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ نماز جنازہ کو مطلقاً
دعائے ہم یکستند فلا باس کہنا جائز نہیں کہ واسطیکہ اگر نماز جنازہ کو فقط دعایہ ہی ہے
کہتے ہیں تو منہ کو طرف قبلہ کے کرنا نماز جنازہ میں کچھ ضرور نہیں جیسا کہ دوسرے دعائے
میں ضرور نہیں حالانکہ یہ جائز نہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ دعا کرنے کے لئے
وضو ضرور نہیں مثلاً کوئی شخص نماز سے فارغ ہو چکا بعد نماز کے پیش از دعا کے وضو
اسکا سا قلم ہو گیا وہ شخص اسی حالت سے دعا کیا تو جائز ہے بخلاف نماز جنازہ کے
اور تیسری بات یہ ہے کہ ٹیکر دعا مانگنا جائز ہے بلکہ بعض مقاموں میں مستحب سے
بخلاف نماز جنازہ کے ٹیکر پڑھنا جائز نہیں۔ اور چوتھی بات یہ ہے کہ حالت جنب میں
اگر کوئی دعا مانگا تو جائز ہے بخلاف نماز جنازہ کے جائز نہیں۔ اور پانچویں بات یہ ہے کہ

جواب

کہ نماز میں ستر عورت فرض ہے اگر کوئی شخص فوت دعا اس فرض کا خلاف کر کے
 دعا مانگا تو جائز ہے بخلاف نماز جنازہ کے ہرگز جائز نہیں الحاصل بطرح بہت سے
 صورتیں ہیں کہ نماز جنازہ کو مطلق دعا ہے کہنا جائز نہیں علی الخصوص بمقابلہ ہر سوال کے
 جو شیخ عبدالحق دہلوی پوچھتے ہیں کہ حنفیہ چونکہ شریک پیشہ نذر گزار دن این نماز شیخ علی
 بن جابر اللہ اس سوال کا جواب دیتے ہیں دعا سے استسکند فلا باس یہہ جو اسباب
 شیخ علی بن جابر اللہ کا کیونکر صحیح ہوگا کہ سو ہیئکہ سائل سوال کرتے ہیں۔ (در گزار دن این نماز
 شیخ علی بن جابر اللہ کہتے ہیں دعا سے استسکند فلا باس یہہ جو اسباب شیخ علی بن جابر اللہ
 کا صاف امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ خود شیخ عبدالحق دہلوی
 مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہتے ہیں۔ در مذہب امام ابو حنیفہ و مالکیہ جمہ اللہ
 ان کہ جائزیت زہیر کہ از شرایط صحت نماز جنازہ آنست کہ میت در پیش روئے مصلی
 بود و این در غائب معلوم نمیشود۔ جب امام ہام فرما چکے کہ نماز جنازہ صحیح ہونے کے
 شرطوں سے ایک شرط یہہ ہے کہ میت رو برو مصلی کے ہو و۔ اور یہ شرط صلوة
 غائب میں معلوم نہیں ہوتی۔ اور علماء متقدمین اور متاخرین حنفی مذہب کے کوئی ایک
 اس بات کے قائل نہیں کہ باوجود نماز جنازہ کے شرطوں سے کوئی ایک شرط
 فوت نہیں نماز جنازہ جائز ہے۔ اور قاضی علی بن جابر اللہ مجتہد فی بعض المسال بھی
 تھے اگر ہوتے تو بھی قول کا قابل محبت نہیں اور قول غیر معتبر مقبول نہیں۔ قاضی علی بن جابر
 پر لازم تھا کہ تقلید ہے امام ہام رحمۃ اللہ علیہ کی کہ ناجب کہ شیخ ابن ہام نے۔
 تحریر الاصول میں لکھا ہے۔ وقال بن الہمام فی تحریر الاصول شارحہ فی ترجمہ

شیخ عبدالحق دہلوی

قاضی علی بن جابر اللہ

شیخ ابن ہام

تحریر الاصول

المسی بالتسیر شرح التمرید غیر المجتہد المطلق یلزمہ عندا الجہور بالتقلید وان

کان مجتہد فی بعض المسائل اور کہا حموی نے شرح شباہ میں کتاب التعلیر میں

وفی الفتح قالوا ان المنتقل من مذهب الی مذهب باجتهاد وبرہان ائمہ مستوجب

التعلیر فلا برہان واجتہاد اولی۔ انتہی یعنی کہا فتح القدیر میں کہے علماؤن نے تحقیق نقل کرنیوالا ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے ساتھ اجتہاد اور برہان کے

گناہ ہے مستوجب ہوتا ہے تعلیر کا پس بلا برہان اور اجتہاد کے بطریق اولیٰ مستوجب تعلیر ہے۔ اور کہا صاحب بحر نے رسالہ مذکورہ میں قال بن العمام فی فتح القدیر

صاحب

فہمذا اظہران الصواب ما ذهب الیہ ابو حنیفہ وان العمل علی مقلد ید واجب

طحاوی

ولا فناء بغيرہ لا يجوز لہم۔ اور کہا طحاوی نے شرح درمختار میں بحث شفق میں

قال صاحب الہدایۃ فی التجنیس لو اوجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفہ علی کل حال۔

انتہی اور فتاویٰ عالمگیری میں کتاب قضا میں ہر ہذا کلمہ فی القاضی المجتہد واما المقلد

فتاویٰ عالمگیری

فانما ولاہ لہم بذهب ابی حنیفہ مثلاً فلا یملک المخالفة فیکون معزولاً بالنسبۃ الی

ذالک الحکم ہکذا فی فقہ القدیر انتہی۔ اور وہ جو سراج الفتویٰ کے ساتھ چھ صفحے

لکھ کر ملے گئے ہیں۔ اس شاعت فتویٰ کے آئین صفحہ میں مرقوم ہے۔ (قولہ اور جو

اخلاف نماز جنازہ میں شافعی امام کے ساتھ شریک ہوے وہ بتقلید مذہب شافعی کے

تھا تو اسکے عدم جواز پر بنگلہ دہی فتویٰ کی کوئی عبارت دلالت نہیں کرتی (جواب) سب سے ضرورتاً

شافعی مذہب کی تقلید کی کیا ضرورت۔ ولو بالفرض ہم قبول ہی کئے وہ لوگ تقلید

شافعی مذہب کی کئے۔ حقیقی جس مسئلہ میں شافعی مذہب کی تقلید کرتا ہے تو اس مسئلہ

میں گویا کہ وہ شافعی ہے۔ اور اس مسئلہ میں پورے طور سے شافعی مذہب کے مطابق

عمل کرنا ضرور ہے۔ مثلاً جب حقیقی نماز جنازہ پڑھا تو شافعی کے پیچھے شافعی مذہب کی

تقلید کرنا اس وقت وہ سب حناں کو ضرورتاً نیت فرض کی کرنا۔ اور سورہ فاتحہ ہی بہ
 نیت قرأت پڑھنا فرض تھا۔ اور تکبیرات بولنے کے وقت رفع یدین بھی کرنا سنت
 تھا عرض ان امور کو کوئی ایک شخص بھی نہیں کیا۔ یا کئے ہو تو بعض اشخاص بعض
 امور کئے ہونگے اور انہوں کو ترک کئے۔ در صورت اول تقلید کہاں ہوئی۔ جیسا کہ
 مدرسین میں بھی جب بعض اہل علم کے رائے سے صلوٰۃ علی الغائب پڑھی گئی
 امام شافعی مذہب تھا اور مقتدیان اکثر حناں تھے کسو نے شافعی مذہب کے
 مطابق عمل نہیں کیا اور سب حناں حنفی مذہب کے مطابق نماز جنازہ پڑھے اور جب
 نماز جنازہ حناں اپنے مذہب کے مطابق پڑھے تو جو شروط کہ حنفی مذہب میں
 لازم تھے نہیں ادا ہوئے جب شروط انہیں ہوئی تو وہ نماز جائز نہیں۔ اور در
 صورت ثانی بعض کام حنفی مذہب کے مطابق اور بعض کام شافعی مذہب کے
 مطابق ہوئے یہ تو توفیق ہوئی۔ اور توفیق پاروں آئمہ کے نزدیک باطل
 ہے (قولہ) اور مدارج النبوة میں قاضی علی بن جابر رحمہ اللہ جو لا باس نقل کرتا ہے
 شافعیہ کے تقلید سے حنفیہ نماز جنازہ میں شریک ہونے کے جواز پر محمول ہے
 (جواب) بے ضرورت جو کام کہ امام ہمام کے نزدیک جائز نہیں اسکو
 شافعی کی تقلید کر کے کرنا کب جائز ہے۔ (جواب) دوسرا حناں تقلید کئے
 یا توفیق ابھی اسکا بیان کر چکا ہوں۔ اور تقلید بے ضرورت کے عدم جواز پر
 کتنے کتب معتبرہ سے کہا ہوں نظر نہایت سے دیکھو۔ اور ہی شاعت کے آئین
 صفحہ میں مرقوم ہے۔ فقہا کہتے ہیں نماز جنازہ من وجہ دعا ہے اور من وجہ نماز
 ہے۔ دعا ہونے کی وجہ سے آمین قرأت اور رکوع اور سجدہ نہیں۔ اور نماز

قولہ
 مدارج النبوة

جواب

جواب دوسرا

جواب

ہونے کے وجہ سے نماز کے شرائط اس میں لازم ہوتے ہیں۔ (جواب) جب آپ خود اس بات کے قائل ہو چکے یعنی فقہا کہتے ہیں نماز، جوازہ من وجہ دعا ہے۔ اور من وجہ نماز ہے۔ اور نماز ہونے کے وجہ سے نماز کے شرائط اس میں لازم ہوتے ہیں۔ پس یہی بات یعنی شرائط نماز اس میں لازم ہونے کے سبب شیخ عبدالحق دہلوی بھی مدارج النبوة میں امام عظیم کا مذہب ان فرما گئے ہیں۔ ہذا کہ در گذاردن نماز جوازہ بر غائب علماء را اختلاف است امام شافعی و امام احمد و جہور سلف میگویند کہ جائز است و مذہب امام ابو حنیفہ و مالکیہ رحمہم اللہ است کہ جائز نیست۔ زیرا کہ از شرائط صحت نماز آنست کہ میت در پیش روئے مصلی بود و این در غائب معلوم نمیشود۔ حجت آنکہ کہ تجویز میکنند قصہ نجاشی است پس معلوم میشود کہ بدون میت در پیش روئے مصلی شرط نیست۔ و آنکہ کہ منع میکنند از قصہ نجاشی جواب میگویند کہ آنجا نماز بر غائب نبود بلکہ زمین را طی کرده جازہ اورا بر آنحضرت ظاہر ساختند یا جازہ اورا در پیش آنحضرت حاضر آوردند و دیدن اہل جماعت شرط نیست۔ و واحدی در تفسیر خود از ابن عباس آورده کہ گفت کشف کردند از برائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از سریر نجاشی تا بید و نماز بگزارد پس این چنانچہ آنحضرت است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ و آمدہ است کہ در بتوک نیز نماز گزارد بر صحابی کہ در مدینہ فوت کردہ بود و نام او معویہ بن معویہ لیشی بود و فرمود مفتاد ہزار فرشتہ بروئے نماز گزارد و این فضل از جہت بسیار خواندن او بود سورہ خلاص را و آلان در حریم شریفین زادہا اللہ تعظیماً و تشریفاً ستار من است کہ چون خبر میرسد کہ فلان مرد صالح در بلد سے از بلاد اسلام فوت کردہ است

واحی
تفسیر خود

شایعہ نماز بروے میکنند و بعضی حنفیہ نیز بایشان شریک میشوند از قاضی علی بن جبار اللہ
 کہ شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک میشوند در گزاردن این نماز
 گفت دعائے است میکنند فلا باس اور شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوة کے جلد
 اول میں تحریر فرمائے ہیں۔ (و آنحضرت بر ہر غائبی نماز گزار دے اما صحیح شدہ کہ
 بر غائبی کہ در شب مرد نماز گزار دو گفت بھما یہ برادرے از ان شمار دہ بروے
 نماز گزارید پس بصلی آمد و نماز گزار دو با صحابہ و تکبیر گفت چہار تکبیر۔ و بر معاویہ پیشی نیز
 گزار دو و وقتیکہ در غزوہ تبوک بود و معاویہ در مدینہ پس جبریل مدو خبر کرد و گفت
 با آنحضرت آیا دوست می داری کہ طے کنم برائے تو زمین و گزاری ہر دے نماز فرمود
 نعم پس ز جبریل باز دے خود را و بر اندخت ہر درخت و تل کہ در میان بود و
 برداشت حجاب از میان خود را و ایستی برداشت سر را و آو آورد و آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس گزار دو آنحضرت نماز بروے و دو وصف از ملائکہ حلف
 دے در ہر صف ہفتاد ہزار فرشتہ پس پرسید آنحضرت کہ بچہ دریافت دے
 یا جبریل این درجہ را گفت بدوست داشتن دے قل ہو اللہ احد و خواندن و می
 آزاد آمدن و رفت و نشستن و برخاست۔ و فقہاء در نماز بر غائب اختلاف کردہ اند
 شافعی و احمد میگوبند نماز بر غائب مطلقاً سنت است و ابو حنفیہ و مالک مطلقاً منع میکنند
 و بعضی تفصیل میکنند کہ اگر میت در شہرے وفات کردہ کہ ہر دے نماز کردہ اند گزار دو
 و اگر گزار دہ اند فرض ساقط شدہ حاجت نیست۔ و بعضی میگویند کہ جواز آن در
 روزے است کہ مردہ است در ان روز یا نزدیک آن نہ بر تقدیر طول عہد و حنفیہ
 و مالکیہ کہ قائل اند بنع مطلقاً از قصہ غائبی جواب میدہند کہ کشوف گشت بر آنحضرت

شیخ عبدالحق
 دہلوی

جنازہ و برداشتہ شد پھر دوازان یا آورده شد جنازہ و سے در حضرت رسول
 بطریق طے ارض پس نماز بگزارد بر مے و وے دید و مردم دیگر ندیدند پس
 چنان شد کہ نماز کنند بر جنازہ کہ اما مش می بیند و قوم نمی بیند در نیصورت خود جائز
 است باتفاق این نیز آنچنان باشد چنانچہ در قصہ معاویہ پیشی آمدہ است الحج۔
 اب ہم اہل نصاب سے یہہ چہتے ہیں کہ جناب شیخ عبدالحق دہلوی اس عبارت
 کے ابتدا میں جو تحریر فرمائے ہیں۔ و آنحضرت برہر غائبی نماز بگزار دے۔ پس
 اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر غائب پر نماز درست نہیں۔ اور دوسری
 بات یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ غائب پر نماز کہاں پڑھے
 بلکہ جن جن جنازہ پر پڑھے وہ تو آنحضرت کے روبرو تھے چنانچہ عبارت شیخ کی
 جو تحریر فرمائے ہیں آورده شد جنازہ و سے در حضرت رسول بطریق طے ارض
 پس نماز بگزارد بر مے و وے دید و مردم دیگر ندیدند۔ اور در مختار میں ہے

در مختار ۱۲

و بشرطھا ایضا مشورہ و وضعہ و کرہ ہوا و اکثرہ امام المصلی و کرہ للقبۃ
 فلا تعظم علی غائب و محمول علی نحو دابة و موضوع خلفہ۔ خلاصہ اسکا یہہ
 ہے کہ میت پر نماز پڑھنے کے شرطوں سے ایک شرط یہہ ہے کہ میت
 حاضر ہو وے اور کبھی ہوی ہو وے زمین پر اور ہونا اس میت کا پورا جسم یا اکثر
 اور روبرو مصلے کے ہونا۔ اور طرف قبضہ کے رہنا پس نہیں درست ہے نماز
 اوپر مردہ کے جو غائب ہے بسبب نہ پائے جانے بشرط موجودگی کی۔ اور
 نہ اسپر جو اٹھا یا ہوش سوار پر یعنی کسی گاڑی یا جانور یا لوگوں کے مونڈوں
 پر بسبب نہ پائے جانے بشرط رکبے جانے کی زمین پر اور نہ اوپر جو رکھا ہوا ہو

عالمگیری

نازی کے پیچھے اور جتنے چیزیں تمامی نازین صحیح ہونے کے لئے شرط ہیں
ویسا ہی ناز جنازہ صحیح ہونے کے لئے بھی شرط ہیں جیسا کہ عالمگیری میں ہے۔
وکل ما یعتبر شرطاً للصحة سائر الصلوة من الطهارة الحقیقة والحکیمة و

استقبال القبلة وستر العورة والنية یعتبر شرطاً للصحة صلوة الجنائزۃ۔
اور جو چیز کہ تمامی نازون کو فاسد کرتی ہے وہ چیز ناز جنازہ کو بھی فاسد کرتی
ہے مگر محاذاة عورت کا جیسا عالمگیری میں ہے۔ وفسد صلوة الجنائزۃ

عالمگیری

بما یفسد بہ سائر الصلوة الا محاذاة المرأة پس ان دلائل معتبرہ سے صحت
ثابت ہو چکا کہ ناز جنازہ کو (مطلقاً) دعائے ہست کہ میکند فلا باس کہنا بالکل غلط
ہے۔ لا اصل لہ اور جو چیز کہ حنفی مذہب میں فرض ہے شرط ہو یا رکن اسکو وہ
شافعی امام ادا نہیں کرتا ہے جیسا کہ ناز جنازہ غائب میں میت رو برو مصلی کے
رہنا حنفی مذہب میں شرط ہے اور شافعی کے مذہب میں شرط نہیں پس جب وہ
امام شافعی سے شرط فوت ہو گئی تو اسکے پیچھے اقتدا درست نہیں جیسا کہ درالمختار

درالمختار

میں ہے۔ لکن فی وتو البحران یتقن المراجعة لہ یکوہ اوعد مہالہ یہ رکن
شک کہہ۔ یعنی لکن بحر الرایق کے وتر کے بحث میں یہ تفصیل ہے کہ اگر
مقتدی یقین کرے مراعات امام کا یعنی یہ جانے کہ فرض میں جو شرطیں اور
رکن ہے مقتدی کے عہد و دین میں امام اونکی رعایت کریگا تو اقتدا کر وہ نہوگا
یا عدم مراعات کا یقین کرے تو اقتدا صحیح نہوگا اور اگر شک کریگا مراعات اور عدم
مراعات میں تو اس صورت میں اقتدا کر وہ ہوگا۔ غایتہ الاوطار۔ اور رد المحتار حاشیہ
درالمختار میں تحت میں اس قول کے کہا ہے۔ قوله لکن فی وتو البحران الخ

درالمختار

هذا هو المعتدلان المحققين جنوا اليه وقواعد المذهب شاهدة
 عليه وقال كثير من المشايخ ان كان عادته مراعاة مواضع الخلاف
 جازوا فلا ذكره السندى المتقدم ذكره حقلت وهذا بناء على
 ان العبرة لرائى المقتدى وهو الاصح يعنى به وه معتد به كسوطيكه
 تحقيق كتحققين ميل كطرفا سكه اور قواعد مذہب ہد ہے اوپر اوس كے
 اوسكے اكثر مشايخ اگر ہوگی عادت اسكى رعایت كرنىكے مواضع خلاف مین
 اقتدا جائز ہے نہین تو جائز نہین ذكر كيا اسكو سندی جو مقدم ہو اذكر اس كا۔
 (ماوى قدس) اور یہ بنا كرنے اوپر اس بات كے ہے تحقيق كہ اعتبار واسطے
 رائے مقتدى كے ہے اور وہی صحیح تر ہے انتہی اور ہى رد المحتار حاشیہ رد المحتار

رد المحتار

میں تحت میں اس قول كے لكھا ہے۔ قوله ان يتقن المراعاة لم يكره الخ۔
 اى المراعاة فى المفروض من شروط واسكان فى تلك الصلوة وان لم
 يراع فى الواجبات والسنن هو الظاهر سياق كلام البحر وظاهر
 شرح المنية ايضا حيث قال واما الاقتداء بالخالف فى الفروع۔
 كالشافعى فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلوة على عقائد المقتدى
 عليه الاجماع اما اختلف فى الكراهة اهل فقيہ بالمفسدون غيره كما
 ترى وفى رسالة الاهتداء فى الاقتداء للملا على تقارى ذهب عامة مشايخنا
 الى الجواز اذا كان محتاطا فى موضع الخلاف والا فلا والمعنى انه يجوز
 فى المراسى بلا كراهة الخ يعنى اگر مقتدى يقين كرس مراعات امام كا نہین كروہ
 ہے يعنى رعایت كرنا امام كا فرضون مین جو شرطان اور اركان مین اس نماز مین

اگرچہ نہ رعایت کرے واجبات اور سنن میں جیسا کہ وہ ظاہر ہے سیاق کلام بحر سے اور ظاہر کلام شرح منیہ کا بھی جائے ایک کہ کہا اور کن اقتداء ساتھ مخالف کے بیچ فروع کے مانند شافعی کے پس جائز ہے جب تک نہ معلوم ہو اس امام سے جو چیز کہ توڑتی ہے نازکیتیں اور اعتقاد مقتدی کے اوپر پس بات کے ہی (اجماع) نہیں خلاف کیا گیا مگر کراہت میں (حاصل اس کلام کا یعنی نہیں اختلاف کیا گیا مگر کراہت میں یہ ہے یعنی اختلاف جو علماء کا ہے شافعی کے اقتداء کرنا مکروہ ہے یا نہیں ہر وقت پر ہے جو اس سے ساز کو تو زیوالی چیز واقع نہ ہو اگر واقع ہوگی تو بالا جماع جائز نہیں) پس قید کیا فساد کا نہیں غیر کا اس کے جیسا کہ دیکھتا ہے تو اور بیچ رسالہ اقتداء فی الاقتداء میں ملا علی قاری کے ہے گئے اکثر مشائخ طرف جواز کے جو وقت کہ احتیاط کرے موضع خلاف میں اور اگر نہیں رعایت کرتا ہے تو نہیں جائز ہے اور معنی یہ ہے جائز ہے اقتداء کرنا جو شخص کہ رعایت کرتا ہے موضع خلاف میں بلا کراہت انتہی۔ پس صلوٰۃ علی الغائب میں اگرچہ امام شافعی ہوا کے پیچھے حقیقی اقتداء کرنا ہرگز جائز نہیں کسواسطیکہ صلوٰۃ علی الغائب میں شافعی کے پیچھے اقتداء کرنے سے دو شرط فوت ہوتے ہیں۔ ایک شرط یہ ہے کہ میت روبرو مصلی کے رہنا ضرور ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ میت قبلہ کے طرف رہنا ضرور ہے یہ ہر دو شرط صلوٰۃ غائب میں شافعی کے پیچھے اقتداء کے تو مفقود ہو جاتے ہیں جیسا کہ درالمختار سے لکھا ہوں اور یہی بار ثانی اس کے طرف اشارہ کرتا ہوں (و شرطها ایضاً حضورہ و وضعہ و کونہ المہمل ان دلائل سے صاف معلوم ہو چکا کہ جو بعض اہل علم مدراس جو صلوٰۃ علی الغائب کو شافعی مذہب والا اگر امام ہو تو جائز ہے کر کے جو کہتے ہیں بالکل

وہ لوگ کتب حنفیہ سے ناواقف ہیں اگر واقف ہوتے تو کس بنا پر یہ فعل ناجائز کو اختیار کئے خدا تعالیٰ ہمارے برادران اہل سنت کو توفیق اچھی دیوے۔
 آئین قولہ بلکہ جماعت ثانیہ کے ساتھ امام بکر بن زبیرؒ ہذا خود بعض اکابر علماء حنفیہ سے ثابت ہے چنانچہ علامہ ذہبی نے الخ **جواب** حنفی مذہب کے بعض علماء یہ فعل کئے تو دوسرے حنفیہ کو ضرور نہیں کہ انکی تابعداری کریں کیونکہ جو حکم کہ امام عظیم رضی اللہ ورحمۃ اللہ سے صادر ہوا ہے اسکے خلاف یعنی اس حکم کے خلاف کرنا ہرگز جائز نہیں جیسا کہ کہا ہے شیخ ابن ہمام نے تحریر الاصول میں وقال الشیخ ابن الہمام فی تحریر الاصول وشارحہ فی شرحہ المسمی بالتیسیر شرح التحریر غیر المجتہد المطلق یلزمہ عند الجھول التقلید وان کان مجتہدا فی بعض المسائل انتہی اور کہا صاحب برہان رسالہ مذکورہ میں قال ابن الہمام فی فتح القدر فیہذا اظهر ان الصواب ما ذهب الیہ ابو حنیفۃ وان العمل علی مقلد یہ واجب واکلتا بغیرہ لایجوز لہما انتہی اور طحاوی نے شرح در مختار میں بحث شفق میں قال صاحب المہدایۃ فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ علی کل حال انتہی اور کہا فتاویٰ عالمگیری میں کتاب قضایں ہذا کلمہ فی القاضی المجتہد واما المقلد فاما ولایحکم بمذہب ابی حنیفۃ مثلاً فلا یملک المخالفۃ فیكون معزلاً بالنسبۃ الی ذلک الحکم ہکذا فی فتح القدر انتہی پس اس روایت تحریر الاصول اور شرح الکی تیسیر شرح تحریر ہے صاف

صاحب المہدایۃ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے امام کے حکم کو نہ مانے تو اسے کفر و کفران کا مرتکب ہے اور اگر کوئی شخص اپنے امام کے حکم کو مانے تو اسے ایمان و ایمان کا مرتکب ہے

خلاف ذہبی

صاحب المہدایۃ

ظاہر ہے کہ غیر مجتہد مطلق اگرچہ وہ مجتہد بعض مسائل میں ہوا سکو اپنے امام کی تقلید کرنا لازم ہے کیونکہ حضرت شیخ الحنفیہ جمال الدین حصیری کا جو ثانیاً امام ہو کے نماز پڑھنا حنفی مذہب کے رو سے بیجا ہے یا بجا ہے غور فرماؤ (قولہ) اور نماز دوبارہ پڑھنے میں میت کے مذہب کو اعتبار نہیں بلکہ اعتبار نماز پڑھنے والوں کو ہے چنانچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پرچہ بار نماز جنازہ پڑھے تھے۔ (جواب) دوبارہ نماز پڑھنے میں جس وقت اعتبار میت کے مذہب کو نہیں بلکہ اعتبار نماز پڑھنے والوں کو ہے تو اس دلیل سے حنفیہ کو کیا الزام ہے کیونکہ اس زمانہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب انتقال فرمائے تھے میت سے ائمہ تھے جیسے کہ امام اوزاعی وغیرہ اور ان لوگ کے تابع دار بھی ہزار ہا تھے اگر وہ لوگ نماز جنازہ دوبارہ پڑھنے سے کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کو کچھ الزام ہو سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں ہاں اگر امام ہمام کسی میت پر دوبارہ پڑھ کر کے فرمائے ہوتے یا آپ کسی میت پر دوبارہ پڑھے ہوتے۔ یا آپ کے شاگردان امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ رحمہ فعل کئے ہوتے تو البتہ احناف کو کچھ الزام ہوتا پس اس صورت مذکورہ میں یہ بات کو سون دو رہے حنفیہ کو کچھ ضرور نہیں کہ اس پر عمل کریں قولہ اور شافعی مذہب میں جب نماز جنازہ پہلی جماعت کے ساتھ پڑھا ہوا شخص بار دیگر پڑھتا تو اسکی نماز نفل ہو جاتی ہے اور نفل نماز پڑھنے والے کی اقتدا فرض نماز پڑھنے والا کرنا شافعیہ کے پاس صحیح ہے (جواب) شافعی مذہب میں جب پہلی جماعت کے ساتھ پڑھا ہوا شخص دوسرے بار پڑھنا جائز ہوتا تو نزدیک محققین شافعیہ کے البتہ جائز ہوتا بلکہ وہ لوگ جن کے قول پر مدار شافعی مذہب کا ہے مانند امام نوویؒ

اپنے تصنیفاتِ معتبرین لکھے ہیں جیسا کہ منہاج میں مرقوم ہے ومن صلیٰ لا یعید
ای لا یتحب لہ الاعادۃ (علی الصبح) اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

روضۃ الطالبین میں فرماتے ہیں و اذا صلی علی الجنازۃ فی جامعۃ ثم
حضر آخرون فلیہمان یصلو علیہا جامعۃ او فوادى

وصلاتہم یقع فرضا کا لا ولین و اما من صلی منفردا فلا یتحب
لہ اعادۃ تھا فی جامعۃ علی الاصح یعنی جب نماز پڑھ چکا کوئی جنازہ کے ساتھ
جماعت کے کس پیچھے حاضر ہوئی دوسری جماعت پس پہنچتا ہے اس جماعت کو کہ نماز
پڑھیں وہ جماعت کر کے۔ فراوی اور نماز ان لوگ کے جو جماعت ثانیہ کے پڑھے
یا تنہا واقع ہوتی ہے فرض کر کے مانند اولین کے۔ اور لکن وہ شخص جو تنہا پڑھ چکا
ہے پس سبب نہیں واسطے اسکے اعادہ کرنا اس نماز کا اوپر مذہب صحیح کے اور مولانا

مولوی سراج العلماء محمد سعید سلمیٰ مفید الطالبین میں لکھے ہیں و اما ہر کہ منفردا بر جنازہ
نماز گزار دہ باشد اعادۃ آن باجماعت اور استحباب نہ بود بروجہ صحیح و در شرح روض

گفتہ کہ اعادۃ نماز جنازہ خواہ بجماعت باشد و خواہ بانفراد خلاف اولیٰ در حق کیہ

آن نماز گزار دہ باشد مطلقا یعنی بجماعت گزار دہ باشد یا بانفراد زیر کہ معاد نقل

است و منفعل یا بن نماز جائز نیست و در تحفہ گفتہ چون اعادہ کند بطریق نقل واقع

گردد و در شرح روض از مجموع تیرا بن نقل کردہ چنانکہ پیشتر ہم گفتہ شد

اگر کوئی کہ صاحبِ مثنیٰ و صاحبِ تحفہ اور ماسوائے انکے کہتے ہیں نماز جنازہ

دوبارہ نہ پڑھا جائے اگر کوئی اعادہ کیا تو نقل ہوتی ہے علی الصبح۔ جواب

اعانتہ الطالبین شرح فقہ المعین والا کہتا ہے (قوله اعادۃ جامع

جماعۃ وبلاوی عدم آحادتھا منفردا و انما لم یجد اب احادتھا
لان المعاد نفل و ہذا لا یتنفل بہا لعدم و سرود ذلک شرعاً اور ضا

مغنی کہتا ہے ومن صلی علی مدیت منفردا و فی جماعۃ لا یعیدھا لالسین
لہ اعادتھا علی الصحیح لان الجنائزۃ لا یتنفل بہا لعدم و سرود ذلک شرعاً

جواب دوسرا شافعی مذہب میں ایک قاعدہ کلیہ ہے اور وہ یہ ہے
ہر گاہیکہ خلاف قوی باشد آن وجہ را صحیح گویند و مقابل صحیح ہے و اگر خلاف ضعیف
بود آن وجہ را صحیح نامند و مقابل او خطا است سفید الطالیز، اور شافعیہ اس بات
کے قائل ہیں جب کوئی ایک بار نماز جنازہ پڑھ چکا ہے دوسرے بار وہ شخص اعادہ
نہ کیا جائے اگر کوئی کیا تو وہ نماز نفل نماز ہوتی ہے نزدیک بعض کے علی الصحیح۔

جواب اسکا یہ ہے جو قاعدہ کہ اب بیان کیا گیا۔ یعنی و اگر خلاف ضعیف بعد آن
وجہ را صحیح نامند و مقابل او خطا است پس نظر کرتے اس قاعدہ کے اگر کوئی اعادہ
کیا تو وہ نماز نفل ہوتی کر کے کہتے ہیں علی الصحیح یہ دعویٰ کیونکر صحیح ہوگا کیونکہ امام
نوذوی فرماتے ہیں لا یعید علی الصحیح یہ قول امام نوذوی کا معتبر اور مغنی بہ

ہے۔ حالانکہ صاحب مغنی کہتا ہے و الرابع تکرہ اعادتھا و الخامس
مختصر۔ قولہ اخاف کے نماز جو شافعی مذہب کی تقلید کر کے پڑھتے ہیں اسکے
پیچھے صحیح ہوگی۔ جواب تقلید شافعی مذہب کی کرنا جائز ہے یا جائز نہیں اوپر گذر چکا
اعادہ کرنے کی حاجت نہیں۔ اب یہ بات باقی رہی وہ اخاف جو شافعی مذہب
کی تقلید کر کر پڑھتے ہیں اسکے پیچھے صحیح ہوگی یا نہیں (جواب) اخاف شافعی
مذہب کے پیچھے اقتدا کئے۔ یہ وہ شخص ہے جو دوبارہ نماز جنازہ میں امام

ہو کر نماز پڑھا ہے اسکے پیچھے اقدار کا حقیقہ کو ہرگز جائز نہیں۔ ماسوا اسکے
 اخلاف تقلید کہاں سے کئے بلکہ تلیق کے مرکب ہوئے اور تلیق بالحقاق اس
 اربعہ باطل ہے کیونکہ حنفی میں شافعی کی تقلید کی اس سلسلہ کو بھیج وجوہ
 شافعی امام کی حکم کے مطابق کرنا لازم تھا مثلاً نماز جنازہ میں حنفی جب شافعی
 کی تقلید کر کر پڑتا تو اس حنفی کو ضرور یہ تھا کہ اس نماز جنازہ کو موافق شافعی ہند
 کے ادا کرنا یعنی اس نماز میں سورہ ناکحہ تہ قرأت پڑھنا فرض تھا حالانکہ وہ
 احناف ایک آیت ہی سورہ فاتحہ کی نہ پڑھے اور دوسری بات یہ تھی کہ فرض
 کی نیت کرنا تھا وہ ہی نہیں کئے پس نظر کرتے ان وجوہات کے تقلید تو کوسون
 دور تھی بلکہ پوری پوری طور سے تلیق ہو گئی۔ قولہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

نے مہاج میں فرمایا و تضح قدوة المودی بالقاضی المقفول المتفعل الخ (جواب اول) بیشک امام نووی
 رحمۃ اللہ علیہ اس نماز نفل کے پڑھنے والے کیجئے فرض پڑھنے والا اقدار کا درست فرماتے ہیں جو وہ نماز نفل
 رکواور سجود والی ہو وہ نفل جو نماز جنازہ میں کیونکہ نماز جنازہ میں نفل ہو نہیں سکتی جیسا کہ اعانتہ الطالبین وغیرہ
 سے مذکور ہوا اور ہی امام نووی کے مہاج صاف معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ تضح قدوة المودی بالقاضی المقفول
 بالمتفعل الخ یعنی صحیح ہے اقدار کا نماز پڑھنے والے کا قضا پڑھنے والے کا اور فرض پڑھنے والا نفل

(جواب دوسرا) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ خود جو شخص کہ دوبارہ نماز جنازہ پڑھے

کے باب میں وہی مہاج فرماتے ہیں ومن صلی لا یقبدھا علی الصبح
 یعنی جو شخص کہ نماز پڑھتا نہ اعادة کرے وہ شخص دوبارہ اوپر مذہب صحیح کے
 پیرانے مقلدین امام نووی پر تہمت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ دوبارہ پڑھنے والے
 کیجئے فرض نماز پڑھنے والا اقدار کا درست ہے کہ اگر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

بیشک امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس نماز نفل کے پڑھنے والے کیجئے فرض پڑھنے والا اقدار کا درست فرماتے ہیں جو وہ نماز نفل رکواور سجود والی ہو وہ نفل جو نماز جنازہ میں کیونکہ نماز جنازہ میں نفل ہو نہیں سکتی جیسا کہ اعانتہ الطالبین وغیرہ سے مذکور ہوا اور ہی امام نووی کے مہاج صاف معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ تضح قدوة المودی بالقاضی المقفول بالمتفعل الخ یعنی صحیح ہے اقدار کا نماز پڑھنے والے کا قضا پڑھنے والے کا اور فرض پڑھنے والا نفل

کسی کتاب میں ایسی نقل پڑھنے والے کے ساتھ فرض نماز پڑھنے والا اقتدار نادرست
 ہے کر کے لکھے ہیں تو کھلا دوسرا قول جیتے ہیں (اور اشاعت قوی کے دسویں صفحہ
 میں لکھے ہیں۔ قولہ دیکھو یہ نماز جنازہ حنفیہ کے پاس مسجد کے اندر مکروہ ہے۔
 اور شافعیہ کے پاس سنن ہے شافعیہ کی تقلید سے حرمین میں مسجد کے اندر جنازہ
 کو لیجا کر نماز پڑھتے ہیں علماء اسکے جواز پر تصریح کرتے ہیں۔ علامہ قطب الدین الحنفی
 نے حاشیہ شرح مختصر وقایہ میں لکھا ہے قد تو اطلاق اهل الحرمین الشریفین
 قد یما وحدیثا فی کل عصر و اوان علی ادخال جنازہم الی المسجد
 طلبا لزیادۃ البرکۃ و وقع ذلک لکثیر من علماء المذہب
 بالحرمین الشریفین و شاہدنا کثیرا من ذلک و راینا فی تراجم کثیرا
 انہ صلی علیہم عند باب الکعبۃ الشریفہ و بالروضۃ الشریفہ و لم
 ینکر ذلک من حضرہ من علماء سافکان عل اهل الحرمین علی ذلک قد یما
 وحدیثا و ان کان المنصوص عن علماء سافکان اھتد ذلک و لقد رأیت
 بعض من الغرباء الذین لا یالفون احضار الجنازہ فی المساجد ینکر
 ذلک محمودہ و وقوف فہم بل بالغ بعضهم و ما ادخل جنازہ
 تتعلق بہ الی المسجد و انکر علی فاعل ذلک و رفع الی سوال فی
 هذا فاجبت بان اختلاف العلماء رحمۃ و یجوز لنا تقلید المخالف
 من بعض المسائل سیما اذا کان لذلك سبب او اسباب قویہ کما
 قد مناہ من توارث اهل الحرمین ذلک و من توقع زیادۃ الرحمۃ
 و البرکۃ انتھی

اور وہ جو چاہے ہیں یہی نماز جنازہ حقیقہ کے پاس مسجد میں مکروہ ہے اور شافعیہ کے پاس
 مسنون ہے۔ جواب یہ دعویٰ مسنونیت آپکا باطل ہے کیونکہ شافعیہ کے پاس نماز
 جنازہ مسجد کے اندر افضل ہے نہ کہ مسنون بشرطیکہ تلویث مسجد نہ ہو اگر تلویث مسجد کا اندیشہ
 ہو تو حرام ہے (جیسا کہ مولانا مولوی محمد سعید سلمیٰ صاحب شافعی مفید الطالبین میں لکھو
 ہیں) نماز بر میت در مسجد گزاردن مکروہ نیست بلکہ اصحاب ما کفہ اند کہ نماز در وی گزاردن
 افضل است اگر خوف تلویث مسجد از ان نباشد و اگر نہ حرام گردد انتہی اور شیخ عبدالحق
 دہلوی قدس سرہ الغرزی شرح سفر السعادت میں تحریر فرماتے ہیں و حق است کہ اگر
 دعائے شافعیہ مسنونیت نماز جنازہ است در مسجد باطل است اور سفر السعادت
 شافعی مذہب کی کتاب ہے لکھے ہیں و گاہ بیرون مسجد بودی و گاہ اندرون مسجد
 و ہر دو جائز است۔ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ جو شراح سفر السعادت کے ہیں
 لکھے ہیں و مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں است و دلیل ایشان حدیثی است کہ جامع
 الاصول از مسلم و موطا و ابوداؤد و ترمذی و نسائی آورہ کہ چون وفات سعد بن ابی
 وقاص رضی اللہ عنہ شد گفت عائشہ رضی اللہ عنہا در آرید جنازہ اور اما نماز کنیم بروی
 پس انکار کردہ شد بروی پس گفت و اللہ بہ تحقیق نماز گزار در رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم بر بروی پس بنیاسہیل در ادش در مسجد و در روایتی امر کرد نماز و اج
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بیارند اور اور مسجد پس آوردند و نہادند اور ابر در حجر
 ایشان و گزاردن بروی نماز و چون رسید بالیشان کہ مردم عیب گرفتند
 بچیزے کہ علم ندارند بان عیب میگرفتند بر ما بدر آوردن جنازہ و در مسجد و حالانکہ گزاردن
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر بہل بن الیضا کرد در مسجد این روایات مسلم است

و در سوطان نیز همچنین آورده و ابو داؤد و ترمذی و نسائی بر سهل بن بیضا گزیده سجده
 و نیز میگوید امام شافعی رحمه که در نماز جنازه دعا است یا نماز مسجد اولی است بآن و ندب
 امام ابو حنیفه و مالک رحمهما الله که است نماز جنازه است و در مسجد که است تحریمی یا
 تنزیهی دو روایت است تردا و ظاهر ثانی است و ظاهر از کلام مالک که گفت که
 احببه نیز همین است و دلیل ایشان حدیثی است که ابو داؤد و از ابی هریره آورده
 و طحاوی در معانی آثار نیز آنرا روایت کرده که گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم
 کسی که بگذارد نماز بر جنازه در مسجد نیست مراد را چیزی یعنی از اجر و ثواب و از
 طحاوی نقل کرده اند که گفت این حدیث اولی است از حدیث عایشه صدیقہ
 رضی الله عنها زیرا که حدیث وی اخبار است از نخل رسول الله صلی الله علیه و سلم
 در حالت اباحت که نهی بر آن مقدم است و را اباحت پس حدیث ابی هریره اولی
 باشد از حدیث عایشه صدیقہ رضی الله عنها زیرا که ناسخ است مراد را کذا قال
 انشمنی و نیز در انکار صحابه بر عایشه رضی الله عنها دلیل است بر آنکه ایشان را معلوم
 بود که است نماز در مسجد و نسخیت وی و الا چرا انکار میکردند بروی و نسبت ایشان
 عایشه صدیقہ رضی الله تعالی عنها به نسیان و عدم علم محل کلام است بلکه تواند که عایشه
 رضی الله عنها نسخ عالم نباشد و ظاهر آنست زیرا که ایشان جماعه کثیر اند و نیز
 میگویند که گزاردن نماز بر ابن بیضا در مسجد بحیث آن بود که آنحضرت صلی الله علیه و آله
 و سلم مستحکم بود ازین جهت بیرون نیامد و جنازه بیرون مسجد بود و درین صورت
 اختلاف است میان حنفیه و نیز ابی هریره رضی الله عنه در قه نماز بر نجاشی آمده
 که چون جبریل خبر موت او را رسانید آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در مسجد بود

پس گفت امروز بنده صالح مرده است نماز بکنیم بردی پس بیرون آمد بمصلی و نماز
بگزارد و اگر در مسجد جایز بودی بیرون آمدن برای چه بودی و بعضی گویند که
مصلی جنازه مکانی بود متصل مسجد باعتبار مسجد شریف و برین تقدیر شکالات
منحل گردد با احتمال شاید که روایت صلوة در مسجد باعتبار قرب آن مکان
باشد مسجد و ظاهر شود که این است مبنای قول ابی یوسف که اگر مسجد بود
مستعد از برای نماز جنازه جایز است و روی بیکر است و الله اعلم و اختلا
است میان حنفیه که گراست از جهت خوف تلوث مسجد است و این مناسبت
بقول کسی که قائل است که مرده نجس است یا از جهت آنکه مسجد جماعه موضوع
است از برای نماز پنجگانه و بس و برین تقدیر اگر جنازه بیرون مسجد بود
نیز کرده باشد و مصنف حدیث ابو هریره را که مستند حنفیه و مالکیه است
رد میکنند و میگویند و حدیث ابی هریره که پیغمبر صلی الله علیه و اله وسلم
فرمود من حلی علی جنازة فی المبحل فلا شیء له روایت غلط است و سهوت
از راوی و جواب آنست که خطیب بغدادی روایت کرده و گفته که لفظ
حدیث در اصل فلا شیء علیه است یعنی هر که بگزارد نماز جنازه را در مسجد
پس نیست هیچ جرمی و اتنی بروی و در جامع الاصول این حدیث را
بلا شیء له آورده است و گفته که در ایک نسخه چنین واقع شده است
که فلا شیء علیه و از اینجا معلوم گردد که اصل فلا شیء له است و در هدایه نیز
را بلفظ فلا اجوله نقل کرده و در جمع الجوامع این حدیث را ابی هریره
بلفظ فلیس له شیء آورده و فتد برد میگویند که بعضی آنکه حدیث بگزارند

کہ انجی میں مذکور ہے یہ ہے کہ یہاں سے چار افراد صالح مولی التوقہ است۔ وای
 ضیف است۔ وروایت وشیخ ابن الہمام گفتہ کہ مولی التوقہ ثقہ است
 لیکن مختلف گشتہ در آخر عمر خود و نالی از ابن معین آوردہ کہ گذشتہ
 وی ثقہ است و لیکن مختلف گشتہ در آخر عمر پس ہر کہ شنیدہ از وی پیش
 از اختلاف ثابت است و حجت است بہرین اند کہ ابن ذب کہ راوی
 انجیث است از وی شنیدہ است پیش از اختلاف پس واجب
 است قبول آن بخلاف سفیان و غیرہ وی کہ شنیدہ اند از وی بعد از
 اختلاف انتہی واللہ اعلم الحاصل خلاصہ جناب شیخ عبدالحق دہلوی قدس
 سرہ کے کلام کا یہ ہے جیسا کہ غایتہ الاوطار والا لکھتا ہے داوری
 قول کرانت کا موافق ہے واسطے اطلاق حدیث ابو داؤد کی کہ جب
 نماز پڑھی مردے پر مسجد کے اندر تو اسکے لئے نماز نہیں ہر شامی
 کہا کہ ابی داؤد کی روایت میں فلاشی کہ ہی یعنی او کو کچھ ڈا بنہیں
 اور ایک روایت میں فلا جملہ ہی اور ابن ابی شیبہ نے فلا صلوۃ
 لہ روایت کیا ہے انتہی اور حدیث ابی ہریرہ کی ہی صاف دلالت
 کرتی ہے کہ نماز جنازہ مسجد کے اندر نہ پڑھنے پر و نیز ابی ہریرہ رضی اللہ
 عنہ در قصہ نماز بر بخاشی آمدہ کہ چون جبریل خرموت اور اس ساجد
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مسجد بود پس گفت امروز منہ صالح
 مردہ است نماز بکنیم روی پس بیرون آمد بمسجد و نماز پڑھا و دھر
 در مسجد جائز بودی بیرون آمدن بر اسے چہ بودی انتہی قولہ ثانیہ

تقلید سے حرمین میں مسجد کے اندر جنازہ کو لیا کر نماز پڑھ سکتے
 جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قول و فعل کے خلاف
 کرتے ہیں جو فعل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو وہ مردود
 ہے جیسا کہ ہم اب دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے لکھ چکے ہیں قولہ
 علما اسکے جواز پر تصریح کرتے ہیں جواب اگر مراد علما سے علما شافعیہ
 ہیں انکو اس کی کچھ بحث نہیں اگر مراد علما سے علما حنفیہ ہیں قول آپکا
 مردود ہے کیونکہ خود ایک جو علامہ قطب الدین الحنفی کا جو تحریر فرما
 ہیں سبب شاعت فتویٰ کے دسویں صفحہ کے باروین سطر میں چشم
 مبارک کہوں لکھ دیکھو اور وہ یہ ہے وان کان المنصوص عن علمائنا
 کواحد ذلک یعنی اگرچہ ہے منصوص علما سے ہماری کراہت اسکے
 قولہ علامہ قطب الدین الحنفی نے حاشیہ شرح مختصر وقایہ میں لکھا
 ہے جواب یہ قول علامہ قطب الدین الحنفی کا بالکل واپس ہے
 اور مردود ہے اور قابل حجت نہیں کیونکہ احادیث صحیحہ کے خلاف ہی
 جو فعل و قول کہ فرمان عالیشان سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے خلاف ہو مردود ہے اور اسی دسویں صفحہ کے ٹولا اور شتر سطر میں علامہ
 قطب الدین حنفی کا حکم اذاکان لذلك سبب او اسباب قویۃ کا
 قد مناه من قوارث اهل الحرمین ذلک ومن توقع زیادة الوجهۃ
 البرکۃ انتہی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حرمین شریفین میں جو جنازوں کو لیا نماز
 پڑھنے میں کوئی ایک سبب جیسا کہ عادت اہل حرمین کی ہے اس ترقع سے جو حرمین

جواب

جواب

جواب

جواب

جواب

جواب

زیادتی رحمت اور برکت ہے جواب احادیث صحیحہ سے جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ جب خبر خاشی کے موت کی جبریل علیہ السلام حضور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے عرض کئے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے سوقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا وہو ناز پر ہونجاشی کے جنازہ کی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب بجد نبوی سے نکل کر جنازہ خانہ میں ناز پڑے نہ کہ مسجد نبوی میں اگر مسجد نبوی میں ناز جنازہ پڑنا زیادتی رحمت اور برکت ہوتی تو حضور شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیون خارج مسجد ہو کے ناز پڑے۔ اور بھی حدیث شریف میں آیا ہر من صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شجی لہ اور ایک حدیث میں آیا ہر من صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایک حدیث میں فلا صلوة لہ وارد ہوا ہی پھر امید اور توقع زیادتی رحمت اور برکت کی رکنا اہل علم کا شیوہ نہیں جواب دو سہراہم کو اس عبارت میں شبہ ہو محشی قطب الدین حنفی کی ہو یا بعض غالیوں کی ہو قولہ الغرض واقعہ حال میں کثرت جماعت کے باعث میت کو زیادتی رحمت و برکت اور ناز پڑھنے والوں کو ثواب اجر ملنے کے ارادہ سے مطابق عادت اہل حرمین کے تقلید کریں تو کیا حرج جواب کثرت جماعت کو باعث میت کو زیادتی رحمت و برکت اور ناز پڑھنے والوں کو ثواب اجر سوقت ملتا کہ وہ عبادت شروع ہو جاتی ہے کے پاس جماعت اول جو ولی میت کو حکم ہو چکی تھی واقعہ حال مذکورہ میں اور جماعت ثانی غیر شروع اور شافعیہ کے پاس جماعت اول بار ناز جنازہ پڑھ چکا ہو دو بار ناز جنازہ امام ہو کر پڑھنا اجر و ثواب ہی نہیں مذہب صحیح پر جیسا کہ مولانا مولوی اسمعیل دہلوی نے لکھا ہے۔ نیز کہ معاذ و نفل بہت و نفل میں ناز جائز نیست اور وہ جو کہے ہیں مطابق عادت اہل حرمین کے تقلید شافعیہ کریں تو کیا حرج جواب عادت اہل حرمین جو میت کو حرمین شریف میں رکھ کر ناز پڑھتے ہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہو یا تنزیہی اور امام شافعی کے پاس جائز ایک نفل جائز کے لئے امام شافعی کی تقلید کرنا کہ وہ فعل امام ابو حنیفہ

جواب

جواب

جواب

کے پاس غیر جائز ہے و لے فعل میں خفیہ نام شافعی کی تقلید کرنیں بیشک جہ ہے قولہ
 امام ابو حنیفہ پر چہ بار نماز جنازہ پڑھے اور قبر پر بیس روز تک نماز جنازہ پڑھتے تھے کہ کر
 خود آپ نقل کرتے ہیں اور اس مراد دعا ہو کر جو تاویل کرتے ہیں یہ تاویل منطوق لفظ کے مخالف
 ہے ہرگز مقبول نہیں جواب خداوند الہ کیا علم و فہم اور کیا لیاقت ہو میں حیران ہوں کہ عمدۃ
 الفتویٰ کے محب مولوی سید محمد عبد الغفار القادری اپنے فتویٰ کے چھٹیوں صفحہ کے کیا رہیں
 سطر میں لکھے ہیں اگر کوئی کہے علامہ سیوطی شافعی نے تبیض الصحیفہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ ر
 پر چہ بار نماز جنازہ پڑھے اور لوگ آپ کے قبر مبارک پر بیس روز تک نماز جنازہ پڑھتے تھے اور
 سلطان منصور ظالم نے بھی قبر پر نماز جنازہ پڑھا حالانکہ آپ کا نماز جنازہ تین لاکھ آدمی پڑھ چکے تھے
 اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد دعا ہو جیسا کہ امام عینی نے توجیہ مذکور میں فرمایا ہو محب عمدۃ
 الفتویٰ مترض کے اعراض کو بیان کر کے اپنے طرف سے جواب یہ دیتے ہیں (اس کا جواب یہ ہے کہ اس
 مراد دعا ہو جیسا کہ امام عینی نے توجیہ مذکور میں فرمایا ہو الغرض محب عمدۃ الفتویٰ علامہ سیوطی شافعی
 نے تبیض الصحیفہ میں جو لکھے ہیں اس کا جواب یہ بھی کہیں محب جہاں نے اس کتاب کی عبارت لکھے ہیں کہ وہ اس
 عبارت کے عود و جود میں اس کو مخالفت نہیں کرتے بلکہ محب عمدۃ الفتویٰ کے طرف نسبت کئے یا یہ
 غرض ہو گا کہ ظاہر تو کو دہو کا دیوین اور وہ جو لکھے ہیں اس مراد دعا ہے کہ جو تاویل کرتے ہیں
 یہ تاویل منطوق لفظ کے مخالف نہیں ہرگز مقبول نہیں جواب اول ہم منطوق کا معنی لغات
 معلوم کرتے ہیں حیث اللغات میں منطوق سخن و کلام و معنی مضمون معانی نیز آہ۔ اب
 مطلب یہ کہ یہ ہوا کہ (یہ تاویل مضمون لفظ کے بمعانی لفظ کے مخالف نہیں ہرگز مقبول نہیں۔
 (جواب) آپ کے پیشوا مولوی محمود جہاں نے سراج الفتویٰ کے پانچویں صفحہ کے تیسری سطر میں
 لکھے ہیں۔ علامہ سیوطی نے تبیض الصحیفہ میں امام ابو حنیفہ میں لکھا ہے و صلی علیہ علی

توق

جواب

جواب

جواب

ابی حنیفہ سے سات مراتب الہ اس عبارت میں علامہ سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) جو مرقوم ہے از روکفات کے معنی صلی کا دعاء اور یہی معانی ہیں جیسا کہ غیث الثقات والا الکما ہے صلوۃ دعائی انفرش رحمت و نماز از منتهی در صراح نوشتہ بمعنی دعاء نماز از بندہ و بمعنی رحمت از خدا تعالیٰ و بمعنی درود بر رسول و فرشتگان۔ پس معنی لغوی بیان صادق آتا ہے اسلئے دعاء کا معنی کہے۔ جواب دوسرا ہم تسلیم کیے کہ پیچہ بار نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ ہم حنفیہ کو اس کی الزام ہو سکتا ہے وہ نماز پڑھنے والے احناف تھے یعنی امام ابو یوسف امام محمد جہا اللہ تعالیٰ جو ہوا الزام قولہ امام کی قبر پر دعا کرنا اب تک جاری ہے بیس روز کے ساتھ کچھ منحصر نہیں جواب اول میں روز کا قید اسلئے ہو گا کہ لوگ جو حق بکثرت زیارت شریف کو بیس روز تک لاتے تھے اور امام ہمام رضی اللہ عنہ کی زیارت شریف سے شرف ہوتے تھے اور دعا اور آمزش کرتے تھے اور برآمد حاجات کے لئے امام ہمام کو وسیلہ گردانے تھے اور بعد بیس روز کے لوگ آنا بکثرت موقوف ہو گیا ہو گا۔ جواب دوم میں لوگ کے مذہب میں تکرار نماز جنازہ جائز ہے وہ لوگ پڑھتے جیسا کہ نماز صبح میں امام شافعی ہے اور مقتدی حنفی و شافعی امام دعاء قنوت پڑھتا ہے ہوقت حنفی اپنے مذہب کے مطابق خلافت کھڑے رہنا چاہئے۔ اور بیان تو نماز جنازہ میں حنفیہ اس نماز میں کچھ شریک نہیں ہو کر خارج رہ گئے یہ حنفیہ کو اس کی الزام ہے قولہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہؓ پر ستر بار نماز پڑھنا بطریق حقیقی معنی کے حنفی مذہب کے مخالف تھا اسلئے علامہ عینی نے اس کے دو تاویلین کی ہیں۔ ایک تاویل جو حقیقی نماز تھی ستر جازون پر پڑھے۔ دوسری تاویل دعا پہلی تاویل مضر رہنے سے اس کو چھوڑ کر دوسری تاویل جو اختیار کے تھے وہ ہی یہاں صحیح نہیں۔ جواب اول ہزار ہزار شکر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ہم

جواب

مقرر
جواب

جواب

ور

جواب

حنفیہ اس حدیث شریف کو مانتے ہیں صدق دل سے اور عمل ہی کرتے ہیں اور ہمارے
 امام ہمام رضی اللہ عنہ کے مذہب میں اگر میت زیادہ ہیں تو ان اموات کے نماز کی دو صورت
 ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ کل میت پر ایک ہی بار نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور دوسری صورت
 یہ ہے کہ ہر ایک میت پر جدا جدا نماز پڑھنا ہی جائز ہے جیسا کہ جناب شریف صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم حضرت حمزہؓ اور دوسرے شہداء اے احد پر ہے ہیں۔ ہاں شہر سبلا شامت
 فتویٰ کا اور ان کے پیشواؤں کا اعتراض حنفیہ پر سہوت ہوتا اگر شافعیہ کو یہی صحیح حدیث
 یہ بات ثابت کرتے ہوتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہؓ پر ستر بار نماز
 جنازہ پڑھے بعد شہداء احد پر جدا جدا نماز جنازہ پڑھے ہیں یہ تو شافعیہ ثابت کر نہیں
 سکتے پہر وہی اعتراض حنفیہ پر کیوں کرتے ہیں بہلا صاحب ہم آپ کے پیشواؤں سے پوچھتے
 ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر بار حضرت حمزہؓ پر نماز کیوں پڑھے پچھتر بار یا انتہی بار کیوں
 نہیں پڑھے یا اس ستر سے کم کیوں نہیں پڑھے جب ستر بار پڑھے تو اس سے صاف معلوم ہوا
 کہ میت تو ستر تہ نماز ہی ستر بار حضور شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے جو اب
 دوسرا ہم آپ کے پیشواؤں سے یہی پوچھتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 حضرت حمزہؓ پر ستر بار نماز پڑھنا آپ کے پاس ثابت ہے تو بلحاظ حقیقی معنی کے
 ایک بار جو شخص کہ نماز جنازہ پڑھ چکا ہے وہ شخص دوبارہ اعادہ نہیں کرنا
 علی مذہب الصیح کر کے امام نووی وغیرہ فتویٰ کیوں دے رہے ہیں اور جناب
 مولوی محمود صاحب دام کرہ اپنے فتویٰ میں لکھے ہیں اور یہ ہے کہ قولہ
 اور اول پڑھا ہوا شخص پہر پڑھنا مسنون نہیں لیکن پڑھا تو جائز ہے
 جواب یہ کیا بے معنی گفتگو ہے اہل علم خوب سمجھ سکتے ہیں

قولہ

جواب

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ پر شتر بار نماز پڑھنے کے
خود قائل ہو کر درپردہ حنفیہ پر اعتراض کرنا اور وہ یہ ہے بلحاظ حقیقی
معنی کے حنفی مذہب کے مخالف تھا اسلئے علامہ عینی نے اس کے دو تاویلین
کی ہیں اور خود مجیب صاحب لکھتے ہیں اور اول پڑھا ہوا شخص پڑھنا
اگرچہ مسنون نہیں کہنا بالکل شرم کی بات ہے بلکہ یوں لکھنا تھا کہ اول
پڑھا ہوا شخص دوبار پڑھنا بیشک مسنون ہے۔ جب شافعیہ
اسکے مسنونیت کے قائل نہیں ہوئے اور اعتراض مذہب حنفیہ پر کرنا سو اکی ادبی
کے اور کیا ہی اور امام ہمام اعظم رضی اللہ عنہ کے جناب پاک میں شافعی مذہب کے
علماء کی بے ادبی کرنے کی عادت قدیم لایام سے چلے آرہی ہے جیسا کہ قفال بقوال و
بدخصال اور بیعتی اور وار قطنی وغیرہ نے کیا ہے۔ تنبیہ کہا علامہ جلال الدین
شرح جمع الجوامع میں یجب علی العامی وغیرہ میں لم یبلغ مرتبہ
الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین انتہی یعنی کہا
جلال الدین محلی شافعی مذہب نے شرح جمع الجوامع میں کہ واجب ہی عامی وغیرہ پر جو غیر مجتہد ہو
لازم پکڑنا مذہب معین کا مذاہب مجتہدین سے انتہی۔ اور کہا شامی اور طحاوی نے شرح
در المختار باب مفقود میں قال فی الجحد الحب کیف یختارون خلاف ظاہر المذہب
مع انہ واجب الاتباع علی مقلدیابی حنیفۃ انتہی یعنی کہا بحر الرائق میں کہ عجب ہے
کیونکہ اختیار کیا انہوں نے خلاف ظاہر مذہب کا باوجود اسکے کہ وہ واجب الاتباع ہے اوپر
مقلدین ابو حنیفہ کے تمام ہوا۔ باقی برآئندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔